﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۳؍دسمبر ۲۰۰۴ء | ۱۹؍شوال ۱۴۲۵ ہجری قمری ۳؍فتح ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۴۹

ایک حسین عبادت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ“

حسن ظن ایک حسین عبادت ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب حسن الظن)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات کا شکر ادا کریں دنیا کی ذمہ داریوں کو ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی غافل نہ ہو

”پس انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا جو اس نے انسانی تربیت اور تکمیل کے واسطے مہیّا کئے ہیں، ان کا خیال کر کے اس کا شکر یہ کرے اور غور کرے کہ اتنے قویٰ اس کو کس نے عطا کئے ہیں۔ انسان شکر کرے یا نہ کرے یہ اس کی اپنی مرضی ہے لیکن اگر فطرت سلیم رکھتا ہے اور سوچ کر دیکھے گا تو اس کو معلوم ہوگا کہ کیا ظاہری اور کیا باطنی ہر قسم کے قویٰ اللہ تعالیٰ ہی کے دئے ہوئے ہیں اور اسی کے تصرف میں ہیں۔ چاہے تو ان کو شکر کی وجہ سے ترقی دے اور چاہے تو ناشکری کی وجہ سے ایک دم ضائع کر دے۔ غور کا مقام ہے کہ اگر یہ تمام قویٰ خود انسان کے اپنے اختیار اور تصرف میں ہوں تو کون ہے کہ اس کا مرنے کو جی چاہے۔ انسان کا دل دنیا کی محبت کی گرمی کی وجہ سے آخرت سے بےفکری وسردی مہری اختیار کر لیتا ہے۔ غافل انسان ایسا نادان ہے کہ اگر اس کو خدا سے پروانہ بھی آجاوے کہ تمہیں بہشت ملے گا، آرام ہوگا اور طرح طرح کے باغ اور نہریں عطا کی جاویں گی، تمہیں اجازت ہے اور تمہاری اپنی خواہش اور خوشی پر منحصر ہے کہ چاہو تو ہمارے پاس آجاؤ اور چاہو تو دنیا میں ہی رہو۔ تو یاد رکھو کہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ وہ اسی دنیا کے گذارہ کو ہی پسند کریں گے اور باوجود طرح طرح کی تلخیوں اور مشکلات کے اسی دنیا سے محبت کریں گے۔

دیکھو عمر کا بھروسہ نہیں۔ زمانہ بڑا ہی نازک آگیا ہے آپ لوگ دیکھتے ہوں گے کہ ہر سال کئی دوست اور کئی دشمن، کئی عزیز اور کئی پیارے بھائی اور بہن اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی عزیز سے عزیز اور قریبی سے قریبی رشتہ دار انسان کی مشکلات میں سہارا دینے والا نہیں ہو سکتا مگر بایں ہمہ انسان جس قدر محنت اور کوشش اور مجاہدہ ان کے واسطے اور اپنے دنیوی امور کے واسطے کرتا ہے وہ بمقابلہ خدا کے بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری اور اس کی راہ میں کوشش اور سوز وگداز بہت کچھ نابود ہے۔ اعتدال نہیں کیا گیا۔ دنیا حدّ اعتدال سے باہر ہو چکی ہے۔ دنیوی کاروبار میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ترقی ہو رہی ہے۔ مگر بھلا کسی نے ایسی کوشش بھی کی ہے کہ ایک دن اس کی موت کا مقرر ہے اس سے بھی یہ خود اپنے آپ کو یا کوئی دوسرا شخص اس کو باز رکھ سکے یا بچا سکے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر کوئی موت کا یاد دلانے والا ہوگا تو اس کی بھی پروانہ کریں گے اور ہنسی ٹھٹھے میں ٹال دیں گے۔ اکثر انسان بہت غلطی پر ہیں۔

دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ ان باتوں سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم تجارت نہ کرو یا کاروبار دنیا کو ترک کر کے بیٹھ جاؤ۔ عیال واطفال جو تمہارے گلے میں پڑے ہوئے ہیں ان کی خبر گیری نہ کرو یا بیوی بچوں یا بنی نوع انسان کے بعض حقوق جو تمہاری ذمہ داری میں داخل ہیں ان کی پروانہ کرو۔ نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی بجالاؤ اور خدا تعالیٰ سے بھی غافل نہ ہو۔ جب تم اپنی دنیوی آنی اور فانی ضروریات میں اس طرح کا انہاک اور استغراق پیدا کرتے ہو تو خدا تعالیٰ سے منہ پھیر لینا اور اس کی رضا جوئی اور خوشنودی کے حصول کے واسطے کوشش نہ کرنا اور خدا تعالیٰ سے منہ پھیر لینا بھلا کس عقلمندی کا کام ہے۔ وہ خدا جس نے ابتدا میں پیدا کیا اور درمیانی حالات بھی اس کے قبضہ اور تصرّف میں ہیں اور انجام کار بھی اسی کی حکومت اور اسی سے واسطہ پڑے گا، اس خدا سے فارغ محض اور غافل ہو جانا اس کا نتیجہ ہرگز خیر نہیں ہو سکے گا۔ وہ خدا جس کے انعامات انسان کے ساتھ ہر حال میں شامل رہتے ہیں اور وہ بےشمار اور بےاندازہ احسانات ہیں اسی کا شکر کرتے رہنا بہت ضروری ہے۔ شکر اسی کو کہتے ہیں کہ سچے دل سے اقرار کرے کہ واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ایسی ہیں کہ بیشمار اور بےاندازہ ہیں۔“ (ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ 643-642 جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

مسلمانوں کی ترقی وبہبود کے لئے تڑپ

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آزادی اور عزت کے خواہاں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”ہر قوم کی حالت اس کی اپنی کوششوں سے بدلتی ہے۔ جو قوم یہ چاہتی ہے کہ دوسرے لوگ ہماری حالت کو بدلیں اور ہمیں ابھاریں وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی............ قانون ہمیں کبھی آزاد نہیں کر سکتا جب تک کہ اقتصادی طور پر اور تمدنی طور پر بھی ہم آزاد نہ ہوں۔ مَیں نے پچھلے دنوں تحریک کی تھی کہ مسلمان اپنی اقتصادی آزادی کے لئے کوشش کریں اور الحمدللہ اس تجویز سے ہزاروں جگہوں پر مسلمانوں کی دکانیں کھلیں اور لاکھوں روپیہ مسلمانوں نے کمایا۔ لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ پھر اس بات میں سستی ہو رہی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان جب اٹھتے ہیں جوش سے اٹھتے ہیں مگر پھر جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ جب تک مستقل کوشش جاری نہ رہے گی اس وقت تک کامیابی نہ ہوگی۔............ پس اگر حریت چاہتے ہو، اگر آزاد زندگی کی تڑپ رکھتے ہو، اگر پھر ایک دفعہ دنیا میں عزت کی سانس لینا چاہتے ہو تو خدارا ان سستیوں اور بےاستقلالیوں کو چھوڑ دو۔ تعاون باہمی کی عادت ڈالو اور نقصان اٹھا کر بھی اپنے بھائی کا فائدہ کرو۔............ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو“۔ (مسلمانان ہند کے امتحان کا وقت صفحہ 20)

اسی طرح فرمایا: ”جو باتیں مسلمانوں نے چھوڑی ہیں جب تک وہ دوبارہ ان میں پائی نہ جائیں کبھی اور کسی حال میں ترقی نہیں کر سکتے۔ محنت کی عادت ڈالیں، دوسروں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیں، خدمت خلق کو اپنا فرض سمجھیں............ کیونکہ جب تک مسلمان اپنی مدد آپ نہ کریں گے، محنت نہ کریں گے، دیانتداری سے کام نہ لیں گے، اپنے آپ کو مفید نہ بنائیں گے، مصیبت زدوں کی امداد نہ کریں گے تب تک ترقی نہیں ہوگی“۔

(الفضل 19؍جولائی 1929ء)

”مَیں ہر احمدی کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائے کہ تمہاری پھوٹ تمہاری تباہی کا موجب ہوگی۔ اس وقت تمہیں اپنی ذاتوں اور اپنے خیالوں اور اپنی پارٹیوں کو بھول جانا چاہئے اور ہر ایک مسلمان کہلانے والے کو اسلام کی حفاظت کے لئے متحد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اختلاف کو نظرانداز کر دینا چاہئے......“۔

(الفضل 28؍اگست 1946)

(ماخوذ از: سوانح فضل عمر جلد چہارم صفحہ 259-260)

اداریہ

جسمانی صحت

دین فطرت اسلام انسان کے تمام طبعی تقاضوں اور ضروریات کی تکمیل کے لئے مکمل رہنمائی اور ہدایات فراہم کرتا ہے۔ حرام وحلال کے متعلق حکیمانہ رہنمائی بھی انسان کی جسمانی روحانی واخلاقی بہتری کا مفید ومؤثر لائحہ عمل ہے۔ قرآن مجید یہ رہنما اصول بیان کرتا ہے کہ ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا﴾ (الاعراف :32) کھاؤ، پیو مگر اسراف نہ کرو۔ یعنی کسی قسم کی زیادتی نہ کرو بلکہ توازن واعتدال کا طریق اختیار کرو۔ آنحضرت ﷺ نے اسی قرآنی حکمت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مومن کافر کے مقابلہ میں کم کھاتا ہے اور یہ بھی کہ کھانا کھاتے ہوئے اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ ابھی کسی قدر بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا جائے۔

موجودہ زمانے کی اکثر بیماریوں کا باعث یہی ہے کہ کھانا زیادہ کھایا جاتا ہے اور توازن واعتدال کا طریق اختیار نہیں کیا جاتا۔ اخبارات میں ذیابیطس کے متعلق ایک رپورٹ شائع ہوئی۔ روزنامہ جنگ 16 رنومبر 2004ء کے حوالہ سے یہ رپورٹ درج ذیل ہے۔

’’پوری دنیا میں بیماریوں کی جڑ ذیابیطس کا 14واں عالمی دن موٹاپے سے بچاؤ کے عنوان کے تحت منایا گیا۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں خطوں کے ملکوں میں موٹاپے کے موذی مرض میں انتہائی خطرناک رفتار سے اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیا بھر میں ساڑھے 19 کروڑ افراد شوگر کے مرض میں مبتلا ہیں جس کی ساٹھ فیصد وجہ موٹاپا ہے۔ پاکستان میں ذیابیطس کے مریضوں کی تعداد 88 لاکھ جب کہ بھارت میں 3 کروڑ 55 لاکھ، امریکہ میں ایک کروڑ 60 لاکھ افراد ذیابیطس کے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ 6 ارب کی عالمی آبادی میں ایک ارب افراد کا وزن زیادہ ہے۔ 2005ء تک مریضوں کی تعداد میں 33 کروڑ سے زائد اضافہ ہو جائے گا۔ 30 کروڑ افراد موٹاپے میں مبتلا ہیں روزانہ معمولی جسمانی سرگرمی ذیابیطس کا خطرہ 60 فیصد کم کرتی ہے۔ جنگ کے ڈویلوپمنٹ رپورٹنگ سیل نے عالمی دن کے حوالے سے جو تحقیق کی ہے اس کے مطابق 1995ء سے 2001ء کے چھ سالوں میں شوگر کے مریضوں کی تعداد میں مزید 9.6 فیصد افراد اس مرض میں جکڑے گئے جبکہ مجموعی طور پر 1995ء سے 2003ء کے آٹھ برسوں کے دوران شوگر کے مرض میں مبتلا افراد کی تعداد میں 43.7 فیصد یعنی 5 کروڑ 90 لاکھ مریضوں کا اضافہ ہوا۔ اس طرح مریضوں کی تعداد میں اوسط سالانہ اضافہ 5.4 فیصد جبکہ تعداد کے حوالے سے اوسط سالانہ 73 لاکھ 75 ہزار افراد ذیابیطس کی عالمی تعداد کا حصہ بن رہے ہیں۔ انٹرنیشنل ڈائی بیٹک فیڈریشن کے مطابق دنیا بھر میں ایک ارب سے زائد افراد کا وزن ان کے مطلوبہ وزن سے زائد ہے جبکہ 30 کروڑ افراد موٹاپے کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ورلڈ واچ انسٹی ٹیوٹ کے مطابق موٹاپا ٹائپ 2 ذیابیطس کے مرض کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ تحقیق کے مطابق 80 فیصد ٹائپ 2 ذیابیطس کے تشخیص کردہ افراد موٹاپے کا شکار ہوتے ہیں اور ایسے افراد کی موٹاپے کے باعث موذی مرض میں مبتلا ہونے کے باعث عمر آٹھ سال تک کم ہو سکتی ہے۔ ماہرین کے مطابق روزمرہ زندگی اور رہن سہن کے طور طریقوں بشمول خوراک کے استعمال میں تبدیلی اور روزانہ معمولی جسمانی سرگرمی سے ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہونے کے خطرہ کو 60 فیصد تک کم کیا جا سکتا ہے۔ جرنل آف امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن 2003ء کے مطابق اس وقت دنیا بھر کی 60 فیصد آبادی مناسب جسمانی سرگرمیوں (Activity) سے محروم ہیں۔ یہ تمام اعداد وشمار اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ عالمی سطح پر موٹاپے کا مرض تیزی سے پھیل رہا ہے بلکہ ذیابیطس کا باعث بھی بن رہا ہے۔ عالمی ذیابیطس فیڈریشن کی رپورٹ 2004ء کے مطابق دنیا بھر میں شوگر کے مرض میں مبتلا افراد کی تعداد 19 کروڑ 40 لاکھ ہو گئی ہے۔ WHO کی رپورٹ کے مطابق 1995ء میں ذیابیطس کے مریضوں کی تعداد 13 کروڑ 50 لاکھ تھی جو کہ 2001ء میں 17 کروڑ 70 لاکھ تک پہنچ گئی جبکہ اب ایسے افراد کی تعداد 19 کروڑ 40 لاکھ ہے۔ ماہرین کے مطابق یہ مرض اس طرح بڑھتا رہا تو 2025ء تک اس مرض سے متأثر افراد کی تعداد 33 کروڑ 30 لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ اور آئندہ برسوں کے دوران سب سے زیادہ اضافہ براعظم افریقہ، مشرقی بحیرہ روم، مشرق وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا میں ہوگا جہاں ایسے افراد کی تعداد دوگنا ہو جائے گی جبکہ یورپ میں 20 فیصد، شمالی امریکہ میں 50 فیصد، جنوبی وسطی امریکہ میں 25 اور مغربی بحر اوقیانوس میں 75 فیصد اضافہ ہوگا۔ جبکہ مجموعی طور پر 2025ء تک ترقی پذیر ممالک میں ذیابیطس کے کیسز کی تعداد میں 170 فیصد اور ترقی یافتہ ممالک میں 42 فیصد اضافہ ہوگا۔ ان ممالک میں اندھے پن کی سب سے بڑی وجہ بھی شوگر ہے۔ تحقیق کے مطابق شوگر کے مرض میں 15 سال تک مبتلا رہنے والے مریضوں میں سے 2 فیصد اندھے پن اور دس فیصد کمزوریٔ بصارت کا شکار ہو جاتے ہیں اور دنیا میں 25 لاکھ سے زائد افراد ذیابیطس کے باعث اندھے ہو چکے ہیں۔ ڈائی بیٹک فیڈریشن کے مطابق پاکستان میں شوگر سے متأثر 20 سے 79 سال کے افراد کی تعداد 88 لاکھ ہے۔ اس اعتبار سے پاکستانی شوگر کے مرض میں مبتلا دنیا کی پانچویں بڑی قوم ہے۔ دنیا بھر میں شوگر کے مریضوں کے تعداد کے لحاظ سے بھارت پہلے، چین دوسرے، امریکہ تیسرے اور روس چوتھے نمبر پر ہیں۔ منسٹری آف انڈسٹریز پروڈکشن کے ایکسپرٹ ایڈوائزری سیل کے مطابق ملک میں چینی کا مختلف صورتوں میں فی کس استعمال 21 کلو سالانہ ہے جو کہ 1980ء تک صرف 9.1 کلو سالانہ تھا۔ جو اس امر کی واضح نشاندہی ہے کہ ملک میں میٹھی چیزوں سے لوگوں کی رغبت میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری ذیلی تنظیموں لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ، انصاراللہ میں صحت جسمانی کا شعبہ پہلے سے موجود ہے اور مفید ومؤثر کام کر رہا ہے۔ اسی طرح ہمارے ماہر ڈاکٹر صاحبان کی تنظیمیں بھی موجود ہیں۔ اگر باہم مشورے اور تعاون سے ہر ملک میں صحت جسمانی کا شعبہ مندرجہ بالا رپورٹ کو ایک چیلنج سمجھتے ہوئے ان امراض کا مقابلہ اور روک تھام کی جائے تو مسلسل ومربوط کوشش سے جماعت کے ہر ممبر کو حفظان صحت کے اصولوں سے بخوبی واقف کر کے اور پرہیز وعلاج کے سلسلہ میں رہنمائی کرتے ہوئے تھوڑے عرصہ میں ایک نمایاں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ اور جس طرح ہماری جماعت باہم اتحاد واتفاق، جماعتی نظم وضبط، مالی قربانی اور نیکیوں میں سبقت وغیرہ میں بہت اچھی شہرت رکھتی ہے۔ (گو اس میں بھی اور ترقی اور اضافہ کی گنجائش موجود ہے) اس طرح دنیا بھر میں جماعت بہتر صحت جسمانی کے لحاظ سے بھی نمایاں مقام حاصل کر سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ’’ایک صحت مند قوی مومن بیمار وکمزور مومن سے بہتر ہے۔

(عبدالباسط شاہد)

لوری

اے مری آنکھوں کی ٹھنڈک اے مرے دل کے سرُور
ہر طرف ابھرے ستارے آسماں پر دُور دُور
آئی شب لِتَسْكُنُوْا ، اَللّٰہ ھُو ، اے جانِ من
نَمْ حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِىْ ، يَا حَبِيْبِى نَائِمًا

خواب کی وادی میں بھی لب پر رہے حمد و ثنا
دھڑکنوں میں گونجتا ہو ایسے نام مصطفیٰؐ
صَلُّوا عَلَيْهِ دَائِمًا ، صَلُّوا عَلَيْهِ دَائِمًا
نَمْ حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِىْ ، يَا حَبِيْبِى نَائِمًا

باغ احمدؐ میں سدا روحِ چمن بن کر رہے
عشق مولیٰ کی ملے توفیق تو کندن بنے
عامل قرآن ہو کہلائے تُو لعلِ یمن
نَمْ حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِىْ ، يَا حَبِيْبِى نَائِمًا

محور دنیا و دیں تخت خلافت ہو سدا
وقت کے ہر موڑ پر ہو سرخرو تیری وفا
عمر میں برکت عطا ہو صبر میں عزم و لگن
نَمْ حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِى نَائِمًا

رزق و علم و انکساری دے تجھے میرا مجیب
دین و دنیا میں پھلے تُو عِزّ و عظمت ہو نصیب
داغِ عصیاں سے مبّرا ہوں ترے روح و بدن
نَمْ حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِىْ ، يَا حَبِيْبِى نَائِمًا

گھر میں تیرے جگمگائیں ایسی شمعیں ، ایسے پھول
جن کے رنگوں سے ہو ظاہر رحمتِ حق کا نزول
تیرے بام و در سے پھوٹے روشنی کی ہر کرن
نَمْ حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِىْ ، يَا حَبِيْبِى نَائِمًا

قُرَّةُالْعَيْنِ خلائق ہو بنے تُو خوش خصال
صحت و حسن و قناعت سے رہے دائم نہال
تیری ہر جنبش سے جھلکے تیری سیرت کی پھبن
نَمْ حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِىْ ، يَا حَبِيْبِى نَائِمًا

سب خزانے ہوں ترے ، تُو فقر پر نازاں رہے
زندگی تیری سدا آسودہ و شاداں رہے
ہر خوشی تجھ کو ملے تیرا عجب ہو بانکپن
نَمْ حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِىْ ، يَا حَبِيْبِى نَائِمًا
نَمْ حَبِيْبِىْ يَا حَبِيْبِىْ ، يَا حَبِيْبِى نَائِمًا

(جمیل الرحمن، ہالینڈ)

اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہوں۔

میری خواہش ہے کہ ایک سال میں کم از کم 15 ہزار نئی وصایا ہو جائیں اور 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یکم اگست 2004ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر اختتامی خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد وتعوذ اور سورة فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

الٰہی جماعتوں کی یہ نشانی ہے کہ وہ ہر وقت اس کوشش میں ہوتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے اور کس طرح اس کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہونے والے، اس کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہر وقت ان باتوں کی تلاش میں رہے جو اللہ تعالیٰ کو عزیز ہیں تاکہ اس کا قرب اور پیار حاصل کیا جا سکے۔ ہمیں اس زمانے کے امام نے جس کو قرآن کریم کا صحیح فہم عطا ہوا اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو صحیح طور پر سمجھا اس طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا ہیں اور ان پر کس طرح عمل کیا جائے کہ انجام بخیر ہو۔ اور بڑے درد سے اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ اس دنیا میں آنے کا مقصد صرف اس دنیا کی لہو و لعب سے دل لگانا ہے اور اس دنیا کی مادی چیزوں کا حصول ہے کہ یہی تمہارا مقصد ہو۔ نہیں، بلکہ یہ چیزیں تو تمہیں آزمانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں تا کہ پتہ چلے کہ مومن اور غیر مومن میں فرق کیا ہے۔ مومن ان چیزوں کو اگر حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صرف اس حد تک جو اس کی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ وہ یہ چیزیں اگر حاصل کرتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس معاشرے میں ہر ایک کو مختلف صلاحیتیں دی ہیں اس کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور باقی مخلوق کی نسبت اس کی ضروریات بھی مختلف رکھی ہیں تو ان صلاحیتوں کی وجہ سے ہر ایک کا اپنا اپنا ایک شعبہ ہے، ایک کام ہے۔ کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے۔ تم جو یہ چیزیں حاصل کرتے ہو تو یہ خیال رکھو کہ جن کو ان چیزوں کی فراوانی ہو، جو امیر ہیں وہ اپنے دوسرے بھائیوں کا بھی خیال رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا ہوں تو فرمایا کہ مومن کو ہمیشہ دو باتوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دوسرے اس کی مخلوق سے ہمدردی۔ اگر یہ دو باتیں پیدا ہو گئیں تو سمجھو کہ تم نے اپنے مقصد حیات کو پا لیا اور اس لحاظ سے تم اپنے اچھے انجام کی طرف قدم اُٹھانے والوں میں شمار کئے جاؤ گے۔ اور ایسے لوگوں کو پھر خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا بلکہ اپنے مقربین میں جگہ دیتا ہے اور مرنے کے بعد دائمی جنتوں کا وارث ٹھہراتا ہے۔

ہمیں عبادت اور مخلوق کی ہمدردی کے بارہ میں تو پتہ چل گیا بہت سارے حقوق ہیں۔ مختلف اوقات میں ہم سنتے رہتے ہیں کہ ان کو ادا کرو تاکہ معاشرے سے شیطان کے جو ورغلانے کے طریقے ہیں، حملے ہیں ان سے بچا جا سکے، ان کو ختم کیا جا سکے۔ کیونکہ شیطان نے تو برائیوں کو اس قدر خوبصورت کر کے دکھایا ہے کہ آج کل کے معاشرے میں نیکیوں پر چلنا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ مشکلات سے بچتے ہوئے نیکیوں کو اختیار کرنے کے کئی طریقے ہیں جن پر چل کر ان نیکیوں کو اختیار کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ جہاں شیطان مختلف رستوں سے بہکاتا ہے وہاں اللہ کے پیارے بھی راہنمائی کرنے والے بھی ہمیں رستے بتاتے رہتے ہیں تاکہ انسان انجام بخیر کی طرف سفر کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث ٹھہرے اور ایسی صورت پیدا ہو جائے ایسا وقت آ جائے کہ اللہ تعالیٰ کہے ﴿فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ ـ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾ (الفجر: 29-31)۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے ہمیں وہ طریقے بتائے ہیں جن کو میں مختصراً بیان کروں گا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے الفاظ میں ہی اور اکثر میں نے وہی اقتباس لئے ہیں جو 1904ء کے جلسہ سالانہ کی آخری تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائے۔

آپ فرماتے ہیں:۔ ''میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو میں پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہوں کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام درپیش ہے اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔ خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اس کی راہ میں بہت سے کانٹے ہیں۔ جب انسان دنیا میں آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بے ہوشی میں گزر جاتا ہے۔ یہ بیہوشی کا زمانہ وہ ہے جب کہ وہ بچہ ہوتا ہے اور اس کو دنیا اور اس کے حالات سے کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ وہ بیہوشی تو نہیں ہوتی جو بچپن میں تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس ہوش کے دنوں میں بھی بیہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس امّارہ غالب آ جاتا ہے۔

اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لاعلمی آ جاتی ہے اور حواس میں اور دوسرے قویٰ میں فتور آنے لگتا ہے۔ یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہے''۔ یعنی بڑھاپے کا زمانہ ہے۔ ''بہت سے لوگ اس زمانہ میں حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور قویٰ بیکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں ساٹھ یا ستر سال کے بعد انسان کے حواس میں فتور آ جاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قویٰ کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بیہوش ہوتا ہے اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہیں تین زمانوں پر ہے اور یہ تینوں ہی خطرات اور مشکلات میں ہیں۔ پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کس قدر مشکل مرحلہ ہے''۔

اس میں آپ نے انسان کے تین زمانوں کا ذکر فرمایا ہے، عمر کے تین دوروں کا ذکر فرمایا ہے۔ انسانی عمر کا پہلا دور وہ ہوتا ہے جب انسان پیدائش کے بعد سے بچپنے کی عمر میں رہتا ہے جس میں کسی بات کا اس طرح گہرائی میں جا کر علم نہیں ہوتا کیونکہ ابھی تک اچھے بُرے کی تمیز کرنے اور نیکی بدی میں فرق کرنے کے قابل نہیں ہوا ہوتا۔ پھر اس کے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے۔ اس میں قدم رکھتے ہی نوجوانوں میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم آزاد ہیں اور جو مرضی چاہیں کریں یہاں یورپ میں بھی خاص طور پر ٹین ایجر (Teen Ager) جنہیں کہتے ہیں وہ اس عمر کو پہنچتے ہی اپنے آپ کو ہر چیز سے بالا مخلوق سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کی انہیں بیہودگیوں کی وجہ سے آج کل اخباروں میں بھی آ رہا ہے، ان کے متعلق قانون بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یعنی پہلے تو اس معاشرے نے خود ہی ان کو چھٹی دی، معاشرے نے ان کو آپے سے باہر کر دیا اور نفس امارہ کو کھلی چھٹی مل گئی یعنی وہ حِس ہی ختم ہو گئی جن سے بنیادی اخلاق کا علم ہو جس کی وجہ سے بُرائی اور اخلاق سوز حرکتیں غالب آنے لگ گئیں۔ جب یہ حِس ختم ہو جائے تو پھر پتہ نہیں لگتا کہ اخلاق کیا ہیں، بدی کیا ہے، بُرائی کیا ہے۔ اور جب یہ عادتیں پکی ہو جائیں تو پھر جتنا مرضی زور لگا لیں کم از کم ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے، کسی نہ کسی رنگ میں یہ بُرائیاں موجود رہتی ہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو۔ کیونکہ ہمارے بچے بھی یہیں اسی معاشرے میں رہ رہے ہیں اور بعض دفعہ معاشرے کی ان برائیوں کے سیلاب میں وہ بھی بہہ جاتے ہیں۔ چاہے چند ایک ہی ہوں، لیکن چند ایک بھی کیوں ہوں؟ اور صرف ابتدائی نوجوانی کی عمر کے لڑکے نہیں بلکہ بعض دفعہ اچھے بھلے شادی شدہ بھی جن کے بچے بھی ہوتے ہیں ان بُرائیوں میں پڑ جاتے ہیں اور بجائے بچوں کے حقوق ادا کرنے کے اپنی رقمیں شراب اور جوئے اور دوسری بُرائیوں اور نشوں وغیرہ میں ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا کہ ان لوگوں نے بھی اپنی زندگی کا مقصد ضائع کر دیا۔ پھر تیسری قسم کے لوگ ہیں جو بڑھاپے میں داخل ہو گئے اور بعض کو خیال آ بھی گیا چلو اب اس عمر میں آ رہے ہیں، نیکیاں کر لیں۔ تو فرمایا کہ اعصاب اتنے کمزور ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب وہ اس قابل بھی نہیں رہتے کہ نیکیوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کر سکیں جن کی جوانی میں توفیق مل سکتی ہے۔ تو اس طرح زندگی یونہی بے مقصد گزر گئی آخر کو وفات کا وقت آ گیا۔ تو فرمایا کہ بچہ تو پھر بڑوں کی نقل کر لیتا ہے، بعض دفعہ نقل میں دیکھا دیکھی نماز وغیرہ پڑھ لیتا ہے لیکن جب انسان بوڑھا ہو جائے تو اس سے بھی رہ جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بچپن اور بڑھاپے کے زمانے، عمر کے یہ حصے جو ہیں ایسے ہیں جن میں انسان کی پیدائش کے اعلیٰ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے اس لئے صرف جوانی کا زمانہ رہ جاتا ہے۔ اگر اس وقت کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کر سکتا ہے اور بندوں کے حقوق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر سکتا ہے۔ پس اگر تم نے اپنی دنیا اور عاقبت سنوارنی ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں شمار ہونا ہے، اپنی نسلوں کے نیکیوں پر قائم رہنے کی ضمانت حاصل کرنی ہے تو جوانی کی عمر سے لے کر بڑھاپے کی عمر تک پہنچنے سے پہلے پہلے اپنے خدا کے دیئے ہوئے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''ایک ہی زمانہ ہے جو ان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنی شباب کا جب انسان کوئی کام کر سکتا ہے کیونکہ اس وقت قویٰ میں نشوونما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں۔ لیکن یہی زمانہ ہے جب کہ نفس امّارہ ساتھ ہوتا ہے''۔ یعنی بُرائی کی طرف لے جانے والا تمہارا نفس ساتھ ہوتا ہے۔ ''اور وہ اس پر مختلف رنگوں میں حملے کرتا ہے''۔ انسان کا نفس بُرائیوں کی ترغیب دیتا ہے۔ ''اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے۔ یہی زمانہ ہے

جو مؤاخذہ کا زمانہ ہے اور خاتمہ بالخیر کیلئے کچھ کرنے کے دن بھی یہی ہیں۔لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی نہ کی جاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لے جائے گا اور شقی بنا دے گا''۔ بدنصیب بنا دے گا۔ان پر عمل نہ کر کے آدمی بدبخت ہو جائے گا۔'' ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانے کو بسر کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔ کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مؤاخذہ نہ کرے گا۔جیسا کہ اس نے خود فرمایا ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا﴾ (البقرہ:287) اور آخری زمانہ میں گو بڑھاپے کی وجہ سے سستی اور کاہلی ہوگی لیکن فرشتے اس وقت اس کے اعمال میں وہی لکھیں گے جو جوانی کے جذبات اور خیالات ہیں۔ جوانی میں اگر نیکیوں کی طرف مستعد اور خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والا، اس کے احکام کی تعمیل کرنے والا اور نواہی سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں گو ان اعمال کی بجاآوری میں کسی قدر سستی بھی ہو جاوے لیکن اللہ تعالیٰ اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے''۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 199 جدید ایڈیشن)

آپ کی اس بات سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کیلئے بھی اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے بھی وہی عمر کارآمد ہے، وہی عمر فائدہ مند ہے جس میں اعصاب مضبوط ہوں۔قویٰ میں طاقت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کر سکیں اور اس کے بندوں کی خدمت کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانیاں دینے کے قابل بھی ہوں اور اس کے اعلیٰ معیار بھی قائم کر سکیں اور عموماً یہ زمانہ نوجوانی کا زمانہ ہے جو پندرہ سال کی عمر سے لے کر پینتالیس پچاس سال تک اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ سال تک کا زمانہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک کی اپنی اعصابی مضبوطی کے لحاظ سے اپنی اپنی استعدادیں ہوتی ہیں اور اس میں پھر یہ ہے کہ ان کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ان عمروں میں پچاس سے ساٹھ سال کے درمیان عموماً طاقت تو وہ نہیں رہتی ، اتنی محنت نہیں ہو سکتی جتنی ایک نوجوان کر سکتا ہے، لیکن بہرحال تجربات سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ اس لئے حکومتیں بھی دیکھ لیں اب عموماً ساٹھ سال کی عمر تک کام لینے کے قانون بناتی ہیں اور اس کے بعد ریٹائر کر دیتی ہیں۔تو اس زمانے کو، جوانی کے زمانے کو کس طرح کارآمد بنایا جائے جس سے خاتمہ بالخیر ہو اس کے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طریقے بتا دیئے۔

فرمایا:'' اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارّہ نے اس کو ردّی کیا ہوا ہے۔لیکن اگر کوئی کارآمد ایّام ہیں تو یہی ہیں۔حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے ﴿وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ﴾ (یوسف:54)۔یعنی میں اپنے نفس کو بَری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امّارہ بدی کی طرف تحریک کرتا ہے۔ اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جس پر میرا ربّ رحم کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نِری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔نرا زُہد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زُہد اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اِسی طرح ملتا ہے۔ ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقویٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے''۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 200 جدید ایڈیشن) کہ سفید لباس بھی ہو لیکن وہ پلید بھی ہو سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ:'' تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب وجوانی میں انسان کوشش کرے جب کہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک اُمنگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانے میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دی ہے''۔

پھر نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ تین طریقے ہیں جن پر چل کر انسان یہ نیکیاں کر سکتا ہے اور وہ تین طریقے کونسے ہیں۔ فرمایا کہ پہلا طریقہ جو ہے وہ تدبیر ہے۔فرمایا کہ:'' اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ مَیں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اوّل ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جس کو اللہ تعالیٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہاں تک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہاں تک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔ یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے، اس کو حقیر مت سمجھو۔...... جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر خدا تعالیٰ ان سے الگ ہو جاتا ہے''۔

فرمایا کہ:'' میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امّارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اس کا نفس امّارہ خدا تعالیٰ کے نزدیک لوامّہ ہو جاتا ہے اور ایسی قابل قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امّارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ ہو جاتا ہے جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اس کی قسم کھاتا ہے''۔ یعنی پہلے تو بدیوں کی طرف اُبھار رہا تھا پھر دل میں ملامت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔'' یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقویٰ اور طہارت حاصل کرنے کے واسطے اوّل یہ ضروری شرط ہے کہ جہاں تک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کر دو۔ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہو سکیں۔ جس قدر دنیا میں تدابیر کی راہ کھلی ہے اس قدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو، نہ ہٹو''۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بعض دکھاوے کی چیزیں ہیں یا دکھاوے کی نمازیں پڑھ رہا ہے تو ایسے لوگوں کو کہنے دیں۔ اگر دکھاوے کی بھی ہیں اور نیت اصلاح کی ہے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہی نمازیں وہ خشیّت میں ڈوبی ہوئی نمازیں بن جائیں گی۔ یہ شیطان کا فعل ہے جو دل میں ہر وقت وسوسے پیدا کرتا رہتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے اور تم اس لئے آ رہے ہو یا ایک دفعہ کسی نے چھیڑ دیا تو رُک گئے۔عموماً نوجوانوں میں یہ عادت ہوتی ہے۔

دوسرا ذریعہ اصلاح کا، ان حقوق کی ادائیگی کا، دعا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:'' دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے وہ دعا ہے۔ اس لئے جس قدر ہو سکے دعا کرو۔ یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المومن: 61) تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ فخر اور ناز صرف اسلام ہی کو ہے۔ دوسرے مذاہب اس سے بکلی بے بہرہ ہیں''۔

پھر فرمایا:'' دعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ داری اور جواب دہی کو سمجھتا ہے لیکن جو شخص اپنے آپ کو بَری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں کرے گا''۔

تو آپ فرما رہے ہیں کہ دیکھو مسلمانوں کو چونکہ علم ہے کہ ایک مسلمان نے جو بھی جزا سزا لینی ہے وہ اپنے اعمال کی وجہ سے ہی لینی ہے اس لئے وہ عمل بھی کرتا ہے اور ساتھ دعا سے اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور جس کو یہ یقین ہی نہ ہو کہ اس کی جزا سزا اعمال کی وجہ سے ہے وہ دعا کی طرف کیا خاک راغب ہوگا۔

پھر یہ بھی فرما دیا کہ دعا کرنی کس طرح ہے؟'' مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانۂ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آ جاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اس کے لئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھ کر زبردست ہے''۔

یعنی ایسی حالت میں قبولیت کے دروازے کھلیں گے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی جھکنے والا اور عاجزی اختیار کرنے والا، گڑگڑانے والا بن جائے۔ اس لئے فرمایا کہ اپنے اوپر ایسی حالت طاری کرو کہ بالکل ہی خدا میں فنا ہو جاؤ۔ جب اس طرح خدا تعالیٰ کے حضور ڈوب کر دعا کرو گے تو دل میں صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے گا اور دنیا کی ہوس اور خواہش ویسے ہی ختم ہو جائے گی اور ہر قدم صرف نیکیوں کی طرف اُٹھنے والا قدم ہی ہوگا۔

فرمایا لیکن یاد رکھو کہ:۔'' مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانے میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ان تاثیرات کو نہیں پاتے۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے پھر دعا کی کیا حاجت ہے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو نرا بہانہ ہے۔ انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اس کی تاثیرات پر اطلاع نہیں اس لئے اس طرح کہہ دیتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ایسے ہی متوکل ہیں تو پھر بیمار ہو کر علاج کیوں کرتے ہیں؟ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو طبیب کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے'' یعنی کوشش کرنے والے'' یہی (لوگ) ہوتے ہیں''۔

دنیاوی معاملات میں جب کچھ ہونا ہے وہ ہونا ہی ہے تو پھر بیماریوں کے علاج کی کوشش نہ کریں۔ اس لئے آپ فرما رہے ہیں کہ بعض دفعہ دعا کے منکر بھی کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اس طرح ہونا ہے اس لئے دعا کی ضرورت نہیں۔ تو آپ نے فرمایا پھر بیماریوں میں علاج ہی نہ کرو اس قسم کی باتیں کرنا کم علمی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ فرمایا یہ تو ٹھیک ہے خدا تعالیٰ

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

Punjab Sweets & Restaurant

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔
کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔
ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز
Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ کسی کے عیب اور غلطیاں تلاش کرنا تو دور کی بات ہے اگر کوئی کسی کی غلطی غیر ارادی طور پر بھی علم میں آجائے تو اس کی ستّاری کرے۔

اگر کسی سے ہمدردی ہے تو دعا اور ذاتی طور پر سمجھا کر اس برائی کو دور کرنے کی کوشش کرے

(دوسروں کے عیوب اور کمزوریوں کی پردہ پوشی سے متعلق احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے تاکیدی نصائح)

(خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 19/نومبر ۲۰۰۴ء بمطابق 19/نبوت ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن۔لندن)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اسلام نے ہمیں (مسلمانوں کو) آپس میں گھل مل کر رہنے اور ایک دوسرے کے ساتھ معاشرے میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرو، آپس میں محبت اور پیار سے رہو، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو اور انسان سے کیونکہ غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں، اس لئے اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں، اپنے ہمسایوں یا اپنے ماحول کے لوگوں کے لئے ان کی غلطیاں تلاش کرنے کے لئے ہر وقت ٹوہ میں نہ لگے رہو، تجسس میں نہ لگے رہو کہ کسی طرح میں کسی کی غلطی پکڑوں اور پھر اس کو لے کر آگے چلوں۔ یہ بڑی لغو اور بیہودہ حرکت ہے۔ یہ غلطیاں پکڑنے والے یا پکڑنے کا شوق رکھنے والے لوگ عموماً یا تو کوئی غلطی پکڑ کر جس کی غلطی پکڑی ہو اس کو بلیک میل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس سے کوئی کام لینے کوشش کرتے ہیں، کوئی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں انفرادی طور سے لے کر ملکوں کی سطح تک یہ حرکتیں کی جاتی ہیں۔ اس کے لئے بڑے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح بعض لوگوں کو ان کے اپنے ملکوں کے خلاف بھی استعمال کر لیا جاتا ہے، جب ملکی سطح پر یہ کام ہو رہے ہوں۔

پھر انفرادی طور پر برادریوں میں بعض لوگوں کو ایک دوسرے کی کمزوریاں تلاش کرنے کی عادت ہوتی ہے تاکہ ان کی بدنامی کی جائے۔ بعض ظالم تو اس طرح بعضوں کی کمزوریاں تلاش کر کے یا نہ بھی کمزوری ہو تو باتیں پھیلا کر بچیوں کے رشتے تڑوانے سے بھی دریغ نہیں کرتے، اس سے بھی باز نہیں آتے۔ دوسرے فریق کو جا کر بعض دفعہ جہاں رشتے کی بات چل رہی ہو اس طرح غلط بات کہہ دیتے ہیں کہ اگلا پھر فکر میں پڑ جاتا ہے کہ میں رشتہ کروں بھی کہ نہ۔ مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح لڑکی والوں کو تکلیف میں ڈالا جائے۔ بعض لوگ صرف عادتاً زبان کا مزہ لینے کے لئے ہنسی ٹھٹھے کے رنگ میں کسی کی کمزوری کو لے کر اچھالتے ہیں۔ اور آج کل کے معاشرے میں یہ تکلیف دہ صورتحال کچھ زیادہ ابھرتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ شاید اس لئے کہ آپس کے رابطے آسان ہوگئے ہیں۔ تو بہرحال کوئی خاص فائدہ اٹھانے کے لئے یا کسی کو بدنام کرنے کے لئے یا زبان کا مزہ لینے کے لئے دوسروں کی کمزوریوں اور غلطیوں کو اچھالا جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ ایسا موقع پیدا کیا جاتا ہے کہ کوئی غلطی کسی سے کروائی جائے اور پھر اس کو پکڑ کر فائدہ اٹھایا جائے۔ تو ان حالات میں جیسا کہ میں نے کہا صرف اسلام اپنے ماننے والوں سے یہ کہتا ہے کہ ان بیہودگیوں اور ان لغویات سے بچو، اور اس زمانے میں، آج کل حقیقی اسلام کا نمونہ دکھانے والا اگر کوئی ہے یا ہونا چاہئے تو وہ احمدی ہے۔ اس لئے ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ کسی کے عیب اور غلطیاں تلاش کرنا تو دور کی بات ہے اگر کوئی کسی کی غلطی غیر ارادی طور پر بھی علم میں آجائے تو اس کی ستّاری کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ ہر ایک کی ایک عزت نفس ہوتی ہے۔ اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ دوسرے اگر کوئی برائی ہے، حقیقت میں کوئی ہے تو اس کے اظہار سے ایک تو اس کے لئے بدنامی کا باعث بن رہے ہوں گے دوسرے دوسروں کو بھی اس برائی کا احساس مٹ جاتا ہے، جب آہستہ آہستہ برائیوں کا ذکر ہونا شروع ہو جائے۔ اور آہستہ آہستہ معاشرے کے اور لوگ بھی اس برائی میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں واضح حکم ہے کہ جو باتیں معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہوں یا بگاڑ پیدا کرنے کا باعث ہوسکتی ہوں، ان کی تشہیر نہیں کرنی، ان کو پھیلانا نہیں ہے۔ دعا کرو اور ان برائیوں سے ایک طرف ہو جاؤ۔ اور اگر کسی سے ہمدردی ہے تو دعا اور ذاتی طور پر سمجھا کر اس برائی کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہی سب سے بڑا علاج ہے۔ سوائے اس کے کہ ایسی صورت ہو کہ جس میں جماعتی خبر ہو یا جماعت کے خلاف کوئی بات سنیں، جماعتی نقصان کا احتمال ہو اور کوئی ایسی بات پتہ لگے جیسا کہ میں نے کہا، جس سے جماعتی نقصان ہونے کا خدشہ ہو تو پھر متعلقہ عہدیداروں کو، یا مجھ تک یہ بات پہنچائی جاسکتی ہے۔ ادھر ادھر باتیں کرنے کا پھر بھی کوئی حق نہیں اور کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے برائی پھیلتی ہے۔ اگر مثلاً اس غلطی کرنے والے شخص کی اصلاح کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی یا جھوٹ بول کر غلط بیانی کر کے وقتی طور پر اس نے اپنی جان بچالی تو دوسرے بھی جن کی طبیعت میں کمزوری ہے وہ بھی بعض دفعہ ایسی باتیں کر جائیں گے، اپنی کمزوریاں ظاہر کرنے لگ جائیں گے۔ کیونکہ ان کے ذہنوں میں بھی یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص کی غلطی پکڑ کے اس عہدیدار نے یا اس شخص نے کیا کر لیا جو ہمارے خلاف ہو جائے گا۔ اس شخص کا کیا بگڑ گیا ہے۔ زبان کا مزہ لینے کے لئے بعض باتیں کر لو بعد میں دیکھی جائے گی۔ اس قسم کی باتیں برائیاں پھیلاتی ہیں، حجاب اٹھ جاتے ہیں۔

تو بہرحال یہ تو ایسے لوگوں کی سوچ کا قصور ہے، تقویٰ کی کمی ہے لیکن جس شخص کو نظام کے خلاف کوئی بات پتہ چلے، اس کا بہرحال یہ فرض بنتا ہے کہ ایسی بات صرف نظام جماعت کو ہی بتائے اور ادھر ادھر نہ کرے۔ کیونکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ سننے والے کو کوئی غلطی لگ جاتی ہے۔ بعض دفعہ بات کرنے والا باوجود جماعتی اخلاص کے وقتی جوش میں کوئی ایسی بات کہہ جاتا ہے جس پر بعد میں اسے بھی شرمندگی ہوتی ہے اور ایک دفعہ بات سن کے آگے پھیلا دینا مزید شرمندگی کا باعث بنتا ہے۔ بعض دفعہ صحیح الفاظ کسی نے ادا نہیں کئے ہوتے تو اس وجہ سے اس بات کی بہت زیادہ بھیانک شکل نظر آنے لگ جاتی ہے۔ تو بہرحال کوئی بھی ایسی کمزوری ہو یا تو اس کو علیحدگی میں سمجھا دیا جائے یا جماعتی عہدیدار کو بتا دیا جائے کہ اس طرح کی بات میں نے سنی ہے آپ تحقیق کر لیں۔ لیکن کسی کی، کسی قسم کی بات کو کبھی بھی پھیلانا نہیں چاہئے جس سے کسی کی عزت پر حرف آتا ہو۔ ہوسکتا ہے کسی وقت یہی غلطی آپ سے بھی ہو جائے اور پھر اس طرح چرچا ہونے لگے، بدنامی ہو تو کتنی تکلیف پہنچتی ہے۔ ہر ایک کو اس سوچ کے ساتھ اگلے کی بات کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم، کریم، حلیم، توّاب اور غفّار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ لیکن دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آ جاوے مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیسا کریم ہے کہ انسان ہزاروں عیب کر کے بھی رجوع کرتا ہے تو بخش دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے بجز پیغمبروں کے (جو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں) جو چشم پوشی سے اس قدر کام لے بلکہ عام طور پر تو یہ حالت ہے جو سعدی نے کہا ہے ’’خدا داند بپوشد و ہمسایہ نداند وبخروشد‘‘ کہ خدا تعالیٰ تو جانتے ہوئے بھی پردہ پوشی کرتا ہے لیکن ہمسایہ تھوڑا علم ہونے کے باوجود اس کی مشہوری کرتا ہے۔

فرمایا: ’’پس غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اگر وہ مواخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کر دے۔ لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اس کے غضب پر سبقت رکھتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 137,138 جدید ایڈیشن)

تو دیکھیں کس طرح آپؑ نے دوسروں کی ستّاری کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا ہے، اور اس رحم کی صفت کی وجہ سے اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے۔ بہت دیالو ہے، بہت دینے والا ہے۔ حلیم ہے، توبہ قبول کرتا ہے اس لئے بندے کو کیا پتہ کہ کس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کرنا ہے۔ سعدی کا قول آپؑ نے بتایا ہے، جیسا کہ میں نے بتایا، کہ اللہ تعالیٰ تو بعض نقائص کا علم ہونے کے باوجود بندے کی پردہ پوشی کرتا ہے اور ہمسایہ جس کو شاید پوری بات کا علم نہ ہو کوئی ایک پوائنٹ لے کے، کوئی ایک بات لے کے، کوئی ایک فقرہ لے کے بعض دفعہ کوئی لفظ لے کر ہی کسی کو بدنام کرنے کے لئے وہ شور مچاتے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر ایک کو استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ حساب لینے لگے تو فرمایا کہ شاید سب یہیں پکڑے جائیں لیکن اس کا رحم اور کرم ہے جو ہم سب ابھی تک بچے ہوئے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے راز اور سرگوشی کے انداز میں فرمایا کہ: ’’تم میں سے کوئی اپنے رب کے قریب ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنا سایۂ رحمت اس پر ڈالے گا، پھر فرمائے گا تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا! وہ کہے گا ہاں میرے رب! پھر کہے گا فلاں فلاں کام بھی کیا تھا؟ وہ اقرار کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے اس دنیا میں تیری کمزوریوں کی پردہ پوشی کی آج قیامت کے دن بھی پردہ پوشی کرتا ہوں اور انہیں معاف کرتا ہوں‘‘۔ (بخاری کتاب الادب باب ستر المومن علی نفسہ) (یہ پچھلی حدیث کی وضاحت ہی ہے)

پھر ایک اور روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ’’مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے یکا و تنہا چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرتا جاتا ہے۔ اور جس نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مصائب میں سے ایک مصیبت کم کر دے گا اور جو کسی مسلمان کی ستاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ستاری فرمائے گا‘‘۔

(ریاض الصالحین۔باب فی قضاء حوائج المسلمین)

تو دیکھیں یہ اللہ تعالیٰ کی ستاری ہی ہے جس سے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ جب تک اپنے بھائی کی مدد کرنے کے لئے کوشاں رہے گا، کوشش بھی کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا چلا جائے گا۔ اس سے ملتی جلتی ایک اور روایت بھی ہے لیکن اس میں ایک انذار بھی ہے، ڈرایا بھی گیا ہے پردہ پوشی نہ کرنے والے کو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کے کسی عیب کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیب کو ڈھانپ دے گا اور ستاری فرمائے گا۔ اور جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ دری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیب اور ننگ کو اس طرح ظاہر کرے گا کہ اس کے گھر میں اس کو رسوا کر دے گا‘‘۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب الستر علی لمومن دفع الحدود ......)

پس دیکھیں کس قدر انذار ہے۔ کمزوریاں تو سب میں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ جب ننگ ظاہر کر کے رسوا کرنے لگے تو پھر آدمی کی کوئی جائے پناہ نہیں ہوتی۔ کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہوتی۔ اس لئے ہمیشہ دوسروں کے عیب دیکھنے کی بجائے ہر ایک کو اپنے پر نظر رکھنی چاہئے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’کوئی بندہ کسی بندے کی اس دنیا میں پردہ پوشی نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا‘‘۔ (صحیح مسلم۔کتاب البر و الصلۃ والاداب باب بشارۃ من ستر اللہ لہٗ) یعنی پردہ پوشی کو اللہ تعالیٰ بغیر اجر کے نہیں چھوڑے گا۔ اور قیامت کے دن اس کا اجر دے گا۔

برائی کے اظہار سے برائی پھیلنے کا اور معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لینے کا خطرہ ہوتا ہے، جیسا کہ میں نے پہلے بتایا۔ اس لئے برائی کا اظہار بھی نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے برائی پھیلتی ہے۔ اور یہ تجربے میں بات آئی ہے کہ دیکھا دیکھی بہت سی برائیاں پھیلتی ہیں۔ اور اسی بارے میں آنحضرت ﷺ نے ہمیں بڑی تاکید فرمائی ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ: ’’اگر تو لوگوں کی کمزوریوں کے پیچھے پڑے گا تو انہیں بگاڑ دے گا، یا ان میں بگاڑ کی راہ پیدا کر دے گا‘‘۔ (سنن ابی داود۔کتاب الادب باب ما فی النھی عن التجسس)

کمزوریوں کے پیچھے پڑ کے پھر ان کو اچھالنے کا، لوگوں پہ ظاہر کرنے کا، پھیلانے کا مقصد ہوتا ہے یا کوئی بھی برائی جب اس کو پھیلایا جائے تو بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے جو تجسس کر کے دوسروں کے عیب تلاش کرتے ہیں یا ان کے عیبوں اور کمزوریوں کو پھیلاتے ہیں، سمجھایا گیا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ اس طرح تم شاید کوئی اصلاحی کام کر رہے ہو بلکہ بگاڑ پیدا کر رہے ہو۔ دنیا میں مختلف قسم کی طبیعتیں ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ اپنے خلاف بات سن کر ردعمل کے طور پر بھی، ایسے لوگ جن کی برائیوں کا اظہار باہر ہو جائے اور زیادہ ڈھیٹ ہو کر وہ برائی کرنا شروع کر دیتے ہیں، کہ اب تو پتہ لگ ہی گیا ہے۔ جو ایک حجاب تھا وہ تو ختم ہو گیا۔ تو اس سے اصلاح کا پہلو بالکل ہی ختم ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسرے اگر کسی کا یہ عیب اور کمزوری اس میں بعض عہدیداروں کو بھی محتاط رہنا چاہئے، بعض دفعہ بات کر جاتے ہیں۔ کسی عہدیدار یا اس کے کسی قریبی کی طرف سے یا اس کے حوالے سے کسی کی بات باہر نکلے تو نظام کے خلاف بھی ردعمل ظاہر ہو جاتا ہے۔ فرمایا پھر اس کا ذمہ دار پردہ دری کرنے والا ہے۔ وہ شخص ہے جس نے یہ باتیں باہر نکالیں۔ اور پردہ دری کا انذار تو آپ پہلی حدیث میں سن ہی چکے ہیں۔

ایک برائی کو ظاہر کرنے سے اس کی اہمیت نہیں رہتی اور آہستہ آہستہ اگر وہ مستقلاً برائیاں ظاہر ہونی شروع ہو جائیں تو معاشرے میں پھر برائیوں کی اہمیت نہیں رہتی اور یہ تجربے سے ثابت ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حجاب ختم ہو جائے تو پھر برائی کا احساس ہی باقی نہیں رہتا۔ مثلاً یہی دیکھ لیں کہ آجکل جو فلمیں اور ڈرامے ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں۔ اور جب سے ایسے ڈرامے آنے لگے ہیں جس میں قتل و غارت ہو، اغوا ہو، نشہ اور ڈرگز کی باتیں ہو رہی ہوں اس وقت سے یہ برائیاں زیادہ پھیل گئی ہیں۔ اور ٹی وی وغیرہ نے، میڈیا نے اس کو پھیلانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اپنی طرف سے اصلاحی ڈرامے بناتے ہیں کہ آخر میں نتیجہ نکالیں گے کہ دیکھو مجرم پکڑے گئے۔ لیکن اس میں پتہ نہیں آخر میں اصلاح کی کسی کو سمجھ آتی ہے کہ نہیں لیکن برائی ضرور پھیل جاتی ہے۔ بچوں کے خیالات ٹی وی ڈرامے دیکھ دیکھ کے ہی بگڑتے ہیں۔ اور جب بڑے ہوتے ہیں اور نوجوانی میں قدم رکھتے ہیں تو غریب ملکوں میں ضرورت کے لئے اور امیر ملکوں میں تفریح کے لئے وہ حرکتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر یہ دیکھ لیں یہاں اس مغربی معاشرے میں آزادی کے نام پر بہت سی بے حیائیاں اور برائیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا تھا کہ ان برائیوں کے اظہار سے تم اور بگاڑ پیدا کرو گے تو آجکل اگر جائزہ لیں، جیسا کہ میں نے کہا، ان برائیوں کے اظہار کی وجہ سے ہی یہ برائیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اولادوں کو بھی ان برائیوں سے محفوظ رکھے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ’’یقیناً اللہ تعالیٰ حیا اور ستر کو پسند فرماتا ہے‘‘۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 224)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

یہ دیکھیں یہ بھی پہلی حدیث سے ملتی ہے کہ اگر آج یہ بے حیائیاں پھیلی ہوئی ہیں۔میڈیا جو بے حیائیاں پھیلا رہاہے، حیااور ستر قائم ہوجائے تو آدھے سے زیادہ برائیاں بگاڑ اور خاندانوں کے مسائل اور جرائم ختم ہو جائیں گے اور معاشرے کے گند اور برائیاں ختم ہوجائیں گی۔کیونکہ اخباروں اور ٹی وی نے حیا کا احساس مٹا دیا ہے۔ پارکوں میں سرعام بیہودگیاں ہورہی ہوتی ہیں اور یہ سب کچھ حیا کے فقدان کی وجہ سے ہے۔مغرب میں تو حیا اور ستر کے معیار بالکل بدل ہی گئے ہیں۔پس ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے دوسروں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے ہمیں اپنے لئے اور اپنی اولادوں کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے محفوظ رکھے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بہت فضیلت والی آیت یہ ہے (آپؐ نے مااصابکم والی آیت پڑھی) کہ جو بھی تمہیں مصیبت پہنچتی ہے یہ تمہارے اپنے کئے کی سزا ہے۔اور اللہ بہت سے قصوروں کو تو معاف ہی کردیتا ہے اور درگزر فرماتا ہے۔اور مااصابکم کی تفسیر یہ بیان فرمائی کہ سزا اور دوسری دنیاوی مصیبتیں ہیں جو انسان کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کرم اس بات سے مانع ہے کہ آخرت میں دوبارہ وہ ان غلطیوں پر گرفت فرمائے۔اور جن غلطیوں کو اس نے دنیا میں معاف فرما دیا ہے اور کوئی گرفت نہیں فرمائی۔اس کا حلم اس میں مانع ہوگا کہ عفو اور درگزر کے بعد پھر گرفت فرمائے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1صفحہ 85)

ان حدیثوں سے اللہ تعالیٰ کا بندے سے عفو اور مغفرت کے سلوک کا اظہار ہوتا ہے۔اس لئے بندے کا بھی حق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی پردہ دری کرتا پھرے۔بلکہ دوسروں کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے اور اپنے لئے بھی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ستاری کا سلوک ہی کرتا رہے۔

اور اس کے لئے آنحضرت ﷺ نے ہمیں دعا بھی سکھائی ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طلبگار ہوں۔مولیٰ میں تجھ سے دین و دنیا، مال اور گھر بار میں عفو اور عافیت کا خواستگار ہوں۔اے اللہ! میری کمزوریاں ڈھانپ دے اور مجھے میرے خوفوں سے امن دے۔اے اللہ! آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے خود میری حفاظت فرما۔اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نیچے سے کسی مخفی مصیبت کا شکار ہوں''۔

(ابو داود۔کتاب الادب)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سلسلے میں کیا مثال تھی اور کیا دل کا حال تھا وہ میں پیش کرتا ہوں۔آپؑ فرماتے ہیں کہ:''قتل کے مقدمہ میں ہمارے ایک مخالف گواہ کی وقعت کو عدالت میں کم کرنے کی نیت سے'' جو اس کا زور تھا اس کو توڑنے کی نیت سے'' ہمارے وکیل نے چاہا کہ اس کی ماں کا نام دریافت کرے مگر میں نے اسے روکا اور کہا کہ ایسا سوال نہ کرو جس کا جواب وہ مطلق دے ہی نہ سکے اور ایسا داغ ہرگز نہ لگاؤ جس سے اسے مفر نہ ہو۔حالانکہ ا ن ہی لوگوں نے مجھ پر جھوٹے الزام لگائے۔جھوٹا مقدمہ بنایا۔افتراء باندھے اور قتل اور قید میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔میری عزت پر کیا کیا حملے کرچکے ہوئے تھے۔اب بتلاؤ کہ میرے پر کون سا خوف ایسا طاری تھا کہ میں نے اپنے وکیل کو ایسا سوال کرنے سے روک دیا۔صرف بات یہ تھی کہ میں اس بات پر قائم ہوں کہ کسی پر ایسا حملہ نہ ہو کہ واقعی طور پر اس کے دل کو صدمہ دے اور اسے کوئی راہ مفر کی نہ ہو''۔یعنی کوئی اور اس کے لئے بچنے کا رستہ نہ ہو۔جب یہ آپ نے فرمایا تو وہاں بیٹھے ہوئے کسی شخص نے عرض کیا کہ'' حضور! میرا دل تو اب بھی خفا ہوتا ہے''۔یعنی مجھے اچھا نہیں لگا کہ یہ سوال کیوں نہیں کیا۔یہ سوال اس کو نیچا کرنے کے لئے ہونا چاہئے تھا۔تو آپؑ نے فرمایا کہ'' میرے دل نے گوارا نہ کیا''۔اس نے لگتا ہے بہت ہی زیادہ غصے میں تھا پھر کہا کہ یہ سوال ضرور ہونا چاہئے تھا۔تو آپؑ نے فرمایا'' خدا نے دل ہی ایسا بنایا ہے تو بتلاؤ میں کیا کروں''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 59جدید ایڈیشن)

اور ایسا ہی دل آپؑ جماعت کے ہر فرد کا بنانا چاہتے تھے۔اور یہی آپؑ نے ہمیں تعلیم دی ہے۔جو اسلام کی صحیح تصویر ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ'' میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہوجائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کرسکتا۔ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کردے تو ہم لاچار ہیں۔ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو تو ہم بلاخوف لومۃ لائم لوگوں کی ملامت کے بغیر کسی خوف کے بغیر اسے اٹھا کر لے آئیں گے''۔فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع نہیں کردینا چاہئے اور دوستوں کی طرف سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آئے اس پر اغماض اور تحمل کا طریق اختیار کرنا چاہئے''۔(چشم پوشی کرنی چاہئے، درگزر کرنی چاہئے)۔ (سیرۃ طیّبہ۔صفحہ 56)

حضرت مولوی شیر علی صاحب نے یہ بھی آگے فرمایا انہوں نے اپنی روایت میں لکھا ہے کہ آگے یہ بھی آپؑ نے فرمایا تھا کہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کریں گے اور جب وہ ہوش میں آنے لگے تو اس کے پاس سے اٹھ کر چلے جائیں گے تاکہ وہ ہمیں دیکھ کر شرمندہ نہ ہو۔اور آپ نے جماعت کو یہ نصیحت کی ہے کہ جماعت کے فرد بھی ایک خاندان کی طرح ہیں۔تمہارے بھائی ہیں، آپس میں بھائی بن کر رہو اور ایک دوسرے کے عیبوں کو چھپاؤ۔

(سیرۃ طیّبہ۔صفحہ 56)

ایک بار حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں کسی کی کمزوریوں کا کسی نے ذکر کیا۔آپؑ نے سنا تو اس شخص کو مخاطب ہوکر فرمایا عیبش گفتہ ای، ہنرش نیز بگو یعنی اس کے نقائص اور کمزوریاں تو گنوائی ہیں اس کی خوبیوں کا بھی ذکر کیا ہوتا ہے۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔صفحہ 57)

خوبیاں بیان کرنے سے نیکیاں پھیلتی ہیں۔کسی نے مالی قربانی کی، کسی نے اور کسی قسم کی قربانی کی، ان قربانیوں کا جب ذکر کیا جاتا ہے تو دوسروں میں بھی جوش پیدا ہوتا ہے۔لیکن اگر برائیاں ہی معاشرے میں ذکر کی جاتی رہیں تو پھر برائیاں ہی پھیلتی ہیں۔جیسا کہ میں نے بتایا ہے پھر وہ معیار ختم ہوجاتے ہیں۔حجاب ختم ہوجاتے ہیں۔دوسرے یہ کہ کسی کی برائیاں بیان کرکے اس کے لئے شرمندگی یا غصے کے سامان کررہے ہوتے ہیں۔اگر خوبیاں بیان کی جائیں تو اس سے بھی بچت ہوجاتی ہے۔معاشرہ مزید بگاڑ سے بچ جاتا ہے اور پھر یہ دوسروں کی برائیاں بیان کرکے انسان خود بھی گناہگار بن رہا ہوتا ہے اگر صرف لوگوں کی اچھائیاں اور خوبیاں ہی بیان کی جائیں تو اس سے بھی اپنے آپ کو محفوظ کرلیتا ہے۔تو ایک پردہ پوشی اور کئی نیکیوں کو جنم دیتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل میں انسان کی خدا تعالیٰ پردہ پوشی کرتا ہے کیونکہ وہ ستار ہے اور بہت سے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ستاری نے ہی نیک بنا رکھا ہے ورنہ اگر خدا تعالیٰ ستاری نہ فرمائے تو پتہ لگ جاوے کہ انسان میں کیا کیا گند پوشیدہ ہیں۔

پھر فرمایا کہ'' انسان کے ایمان کا بھی کمال یہی ہے کہ تخلق باخلاق اللہ کرے۔یعنی جو اخلاق فاضلہ خدا میں ہیں اور صفات ہیں ان کی حتی المقدور اتباع کرے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرے۔مثلاً خدا تعالیٰ میں عفو ہے انسان بھی عفو کرے، رحم ہے، حلم ہے، کرم ہے، انسان بھی رحم کرے، حلم کرے لوگوں سے کرم کرے۔خدا تعالیٰ ستار ہے، انسان کو بھی ستاری کی شان سے حصہ لینا چاہئے۔اور اپنے بھائیوں کے عیوب اور معاصی کی پردہ پوشی کرنی چاہئے''۔

عیبوں اور گناہوں اور غلطیوں کی پردہ پوشی کرنی چاہئے'' بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی کی بدی یا نقص دیکھتے ہیں، جب تک اس کی اچھی طرح سے تشہیر نہ کرلیں ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔فرمایا حدیث میں آیا ہے کہ جو اپنے بھائی کے عیب چھپاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے انسان کو چاہئے

BELA BOUTIQUE

ہرموسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

کہ شوخ نہ ہو، بے حیائی نہ کرے، مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے، محبت اور نیکی سے پیش آوے‘‘۔

(ملفوظات جلد5صفحہ 608,609جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ نے فرمایا ، یہ شروع زمانہ کی’’ بات یہ ہے کہ ابھی جماعت کی ابتدائی حالت ہے بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اٹھتا ہے بعض میں کچھ طاقت آ گئی ہے۔ پس چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔ اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجھے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سر دست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔ قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے۔ بلکہ لکھا ہے اَلْقُطْبُ قَدْ یَزْنِیْ کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے۔ بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے۔ جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔ کسی کا بچہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لئے پوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ۔ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔ بلکہ وہ فرماتا ہے {تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ} (البلد:18) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے۔ اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو‘‘۔ سعدی کا قول لکھا ہے کہ خدا داند بپوشد و همسایہ نداند و خرو شد کہ خدا تعالیٰ تو جان کر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستّار ہے۔ تمہیں چاہئے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آ گیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے‘‘ آپؑ نے واقعہ بیان فرمایا’’ شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق اور معارف بیان کیا کرتا تھا‘‘۔ زیادہ لائق تھا، اس کو زیادہ سمجھ آتی تھی اور دوسرے کو اتنی سمجھ نہیں تھی، تو وہ’’ دوسرا جلا بھنا کرتا تھا۔ آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا‘‘۔ وہ حسد کر کے دوزخ میں چلا گیا’’ اور تو نے غیبت کی‘‘۔ وہ حسد کر کے دوزخ میں جا رہا ہے اور تم غیبت کر کے دوزخ میں جا رہے ہو۔’’ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم، دعا، ستّاری اور مرحمہ آپس میں نہ ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد 4صفحہ 61 .60جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ نے فرمایا:’’ ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں۔ لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے‘‘۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ 60جدید ایدیشن)

پس یہ حالت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ حالت ہے جو ہم نے اپنے اندر پیدا کرنی ہے انشاء اللہ۔ باوجود اس کے کہ جماعت بعض قربانی کے معیاروں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت آگے نکل چکی ہے۔ وفا اور اخلاص میں بھی بہت زیادہ ہے الحمدللہ۔ لیکن بعض چھوٹی چھوٹی برائیاں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ دوسرے کی کمزوریوں کو لے کر اس کی تشہیر کرنا اور دوسروں کو بتانا۔ تو ان چیزوں کی طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ جب نبی کے زمانے سے دوری ہوتی جاتی ہے اور پھر نبی سے براہ راست تربیت پانے والے بھی آہستہ آہستہ کم ہوتے جاتے ہیں۔ اور اب تو سارے ہی چلے گئے ہیں پھر ان تربیت یافتہ صحابہ سے فیض پانے والوں کی بھی کمی ہونا شروع ہو جاتی ہے اور پھر جماعت میں نئے آنے والوں کا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے تو دعا اور استغفار کے ساتھ ان باتوں کی طرف توجہ دینے کی بہت زیادہ ضرورت پڑ جاتی ہے۔ پس ان باتوں کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ دین کے ہر حکم کو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو حکم سمجھ کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا چاہئے اور اس کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

گھریلو علاج

سونف (FENNEL FRUIT) کے طبّی خواص

پیٹ کی گیس، پیٹ درد ، اپھارہ، درد کمر، ضعفِ بصر، جوڑوں کے درد میں نافع اور مقوی معدہ، سینہ جگر تلی و گردہ کے امراض میں بفضلِ خدا نہ صرف مفید و موثر بلکہ بے ضرر بھی

(نیچروپیتھک ڈاکٹر نذیر احمد مظہر ۔ ٹورنٹو، کینیڈا)

بعض بظاہر عام گھریلو نوعیت کی بے ضرر اشیاء ہیں جن کا استعمال بفضلِ خدا مختلف امراض میں مفید و موثر ہے۔ اس سلسلہ میں ہم سونف کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) امراضِ معدہ: معدہ کو طاقت دیتی ہے۔ ریاح کو خارج کرتی ہے۔ اس کے استعمال سے خوب ڈکاریں آتی ہیں۔ انتڑیوں کی راہ سے فاسد مادے خارج کرتی ہے قریباً آدھی چمچ سونف گلقند تین چمچ میں ملا کر صبح و شام کھانے سے معدہ سے اٹھنے والے بخارات رک جاتے ہیں۔ معدہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور زہریلے مادے اخراج پذیر ہوتے ہیں۔ یہ نسخہ امراض معدہ میں مفید ہے اور خوش ذائقہ بھی ہے۔

(۲) پیٹ درد: سونف ۵۰ گرام عام نمک ۱۰ گرام گرائنڈر میں پیس لیں۔ ایک چھوٹا چمچ صبح شام پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

(۳) گیس، اپھارہ، بدہضمی، تبخیر معدہ، ضعفِ دماغ، کمزوری نظر وغیرہ:

سونف ۹۰ گرام ، دانہ چھوٹی الائچی ۲۰ گرام، چینی حسبِ ضرورت و پسند گرائنڈر میں پیس کر رکھیں۔ آدھا چمچ صبح و شام استعمال کریں ۔ مذکورہ عوارض میں مفید ہے۔ سردی کے نزلہ زکام کھانسی میں مذکورہ بالا نسخہ بقدر دو چمچ پانی میں جوش دے کر استعمال کریں۔ ضعفِ دماغ و کمزوریٔ نظر میں خوردنی علاج کے ساتھ ساتھ سفوف سونف کو کپڑے میں چھان لیں اور سلائی کی مدد سے سوتے وقت آنکھوں میں سرمہ کی مانند لگائیں۔ مفید و بے ضرر ہے۔

(۴) پرانا بخار: اگر بخار پرانا ہو جائے اور دیگر علاجوں سے نہ اُترے تو سونف ۱۰ گرام کو نصف لٹر پانی میں پکائیں جب قریباً ۱۰ ملی لٹر رہ جائے تو ایک گرام نمک ملا کر صبح، دوپہر، شام پلائیں۔ سردی کے موسم میں یا سرد مزاجوں کو گرم گرم پلائیں اور گرمی کے موسم میں اور گرم مزاجوں کو سرد کر کے پلائیں۔ کُچھ عرصہ پلانے سے پرانے بخار اتر جاتے ہیں۔

(۵) درد گردہ، بندشِ پیشاب و پتھری: درد گردہ بندشِ پیشاب و پتھری کی صورت میں ۱۰ گرام سفوف سونف کو نصف لٹر پانی میں جوش دے کر صاف کر کے ایک گرام جوکھار یا ایک گرام قلمی شورہ ملا کر صبح و شام پلائیں۔ اسی نسخہ سے ایام ماہواری بھی کھل کر آتے ہیں مگر جوکھار یا قلمی شورہ کی چنداں ضرورت نہیں۔

(۶) مولّد شیر: ۱۰ گرام سفوف سونف کو آدھا لٹر پانی میں جوش دیں۔ ۱۰۰ ملی لٹر رہ جائے تو صاف کر کے آدھے لٹر دودھ میں ملا کر دوبارہ جوش دے کر چینی ملا کر ۲۰ روز تک پلائیں۔ ماں کی چھاتیوں میں بہت دودھ پیدا ہوگا۔

(۷) پیچش: ۱۰ گرام سفوف سونف دہی کی لسّی کے ساتھ حسبِ مزاج و موسم صبح شام کھلائیں۔

(۸) احتلام و جریان: سفوف سونف ۶ گرام صبح و شام تازہ پانی کے ساتھ کُچھ عرصہ متواتر استعمال کریں فائدہ ہوگا۔ تقویت حاصل کرنا مقصود ہو تو ۱۰ گرام سونف آدھے لٹر دودھ میں ابال کر چینی ملا کر ۴۰ روز تک استعمال کریں۔

(۹) بواسیر خونی و بادی: سونف پودینہ خشک اجوائین دیسی ہم وزن پیس کر ایک چمچ صبح شام پانی کے ساتھ ایک ماہ تک مسلسل استعمال کریں۔

(۱۰) جوڑوں کا درد و دیگر ریاحی امراض: دو حصہ سونف ایک حصہ سونٹھ پیس کر ملا لیں۔ ایک چمچ صبح و شام پانی کے ساتھ کچھ عرصہ تک استعمال کریں سادہ مگر بہت مفید نسخہ ہے۔

(۱۱) ذیابیطس شکری: آملہ خشک سونف ہموزن پیس لیں ۶ گرام صبح و شام عرصہ تک استعمال کریں۔ یہی نسخہ عورتوں کے مرض لیکوریا میں بھی مفید ہے۔

(۱۲) یرقان و دیگر امراض جگر: ۱۰ گرام سفوف سونف کو آدھے لٹر پانی میں ابال کر صاف کر کے چینی ملا کر گرام مزاجوں کو سرد کر کے اور سرد مزاجوں کو گرم کر کے عرصہ تک پلائیں۔

(۱۳) چھپاکی یا الرجی: سونف ۶ گرام، پودینہ خشک ۶ گرام پیس کر ۲۵۰ ملی لٹر پانی میں ابالیں اور صاف کر کے چینی ملا کر پلائیں۔ بہت مفید نسخہ ہے۔

(۱۴) امراض اطفال: بچوں کی عمومی امراض مثلاً بدہضمی، اپھارہ، پیٹ درد، قے، متلی، پیچش و دست، ہچکی، نزلہ، زکام، کھانسی میں نسخہ نمبر ۳ حسبِ عمر مقدار خوراک کم کر کے استعمال کرائیں۔

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

کی تقدیر نے کام کرنا ہے لیکن یہ کس کو پتہ ہے کہ کس معاملے میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیا ہے۔ جب پتہ ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے جو تدبیروں کیلئے کہا ہوا ہے اس تدبیر کو بھی پوری طرح اختیار کرنا چاہئے اور فرمایا کہ ان میں سے ایک سب سے زبردست تدبیر یہی دعا ہے۔ لیکن بات وہی ہے کہ اس کو کرنے کا جو حق ہے وہ ادا کرو۔ دعا کرنے کا حق کیا ہے اور دعا کے آداب کیا ہیں جن کے مطابق دعا کرنی چاہئے۔

اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں:۔’’میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے دور رہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں اور خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو ان کی اپنی غلطی اور کمزوری ہے۔ جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ زہر ہو یا تریاق اس کا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھر لے یا تولہ بھر غذا کھا لے تو کیا ہوسکتا ہے کہ وہ سیر ہو جاوے؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح جس کو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قطرہ پانی سے اس کی پیاس کب بجھ سکتی ہے۔ بلکہ سیر ہونے کیلئے چاہئے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے تب جا کر اس کی تسلی ہوسکتی ہے‘‘۔

فرمایا کہ:’’اسی طرح پر دعا کرتے وقت بے دلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ اس وقت تک ہٹنا نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے۔ میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں۔ جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ اُسے آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اس کے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں، مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں۔ دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے اور نیکیوں پر استقامت اس کے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جس کو دعا پر ایمان ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شروع قرآن ہی میں دعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے اس کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الفاتحہ:2-4) اس میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات کو جوامع الصّفات ہیں بیان فرمایا ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرہ ذرہ کی ربوبیت کر رہا ہے۔ عالَم اسے کہتے ہیں جس کی خبر مل سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جس کی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارواح اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کر رہا ہے۔ وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اس کی پرورش کرتا ہے۔ جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں روح کی سیری اور تسلی کے لئے معارف اور حقائق وہی عطا فرماتا ہے۔

پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمٰن ہے یعنی اعمال سے بھی پیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین، چاند، سورج، ہوا، پانی وغیرہ جس قدر اشیاء ہیں انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں۔

اور پھر وہ اللہ رحیم ہے یعنی کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش عمل دیتا ہے‘‘۔ یعنی عمل کا اجر دیتا ہے۔

’’پھر﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ہے یعنی جزا وہی دیتا ہے اور وہی یوم الجزاء کا مالک ہے۔ اس قدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ روح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتی ہے۔ اس کے بعد﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کی ہدایت فرمائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے اس پر ہمیشہ کمربستہ رہو اور کبھی مت تھکو۔

غرض اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جس قدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اُسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا التقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائے گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہوسکتا۔ نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے‘‘۔

آپ فرماتے ہیں:’’خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئے‘‘۔ فرمایا کہ:’’پھر دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (البقرۃ:187) یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے۔ اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔

غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے‘‘۔

آپ فرماتے ہیں:’’پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا‘‘۔

پھر فرمایا تیسرا ذریعہ ان نیکیوں کو حاصل کرنے کا’’صحبت صادقین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کونوا مع الصادقین یعنی صادقوں کے ساتھ رہو۔ صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ ان کا نورِ صدق و استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے‘‘۔

اس بارہ میں مَیں ایک تفصیلی خطبہ بھی دے چکا ہوں اور یہ مجلس بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے جلسے بھی انہی کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صادق بنائے اور صدق پھیلانے کی توفیق بھی دے۔

پھر فرمایا:’’یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں اور جب تک ان ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اُٹھاتا اس وقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اس پر حملہ کر کے اس کی متاع ایمان کو چھین نہ لے جاوے اسی لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کے ساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے۔ جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا ہے‘‘۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ’’مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملے سے نقصان اُٹھاوے‘‘۔

تو آپ نے فرمایا کہ یہ تین ذریعے یعنی نمبر1 کوشش کر کے برائیوں سے بچنا۔ آج کل کے ماحول میں بھی ہزار ہا قسم کی برائیاں منہ کھولے کھڑی ہیں۔ ہر گلی اور ہر سڑک پر، سکولوں میں، کالجوں میں، کام کی جگہوں پر غرض کہ کوئی جگہ بھی تو ایسی نہیں رہی جہاں یہ کہا جا سکے کہ ایسی جگہ ہے جہاں ہم برائیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی سوچ میں برائی نہیں ہوتی یا کم از کم جان بوجھ کر برائی میں پڑنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوتا لیکن ایسے حالات پیش آ جاتے ہیں کہ برائی میں گھسیٹا جاتا ہے۔ مثلاً مرد عورت کا (جن کا کوئی محرم رشتہ نہ ہو) بے تکلفانہ اُٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا بھی بعض دفعہ مسائل کھڑے کر دیتا ہے۔ یہاں ان ملکوں میں ماحول ایسا ہے کہ لڑکیاں بعض دفعہ الزام لگا دیتی ہیں کہ فلاں شخص میں بُرائی ہے اور اس نے مجھ سے یہ زیادتی کی ہے یا مرد عورتوں اور لڑکیوں کے متعلق غلط قسم کی باتیں کر جاتے ہیں۔ تو اس لئے اسلام نے حکم دیا ہے کہ مرد عورت کا اس طرح ملنا ٹھیک ہی نہیں ہے۔ ایک حجاب ہونا چاہئے جو تمہیں بُرائیوں سے بھی محفوظ رکھے گا اور بُرائیوں کے الزام سے بھی محفوظ رکھے گا۔

پھر دوسری بات جو برائیوں سے بچانے والی اور نیکیوں کی توفیق کے ساتھ اچھے انجام کی طرف لے جانے والی ہے وہ دعا ہے۔ اور انسان کی طبیعت دعا کی طرف اس وقت مائل ہوتی ہے جب دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کا تقویٰ بھرا ہو۔ کوئی بھی بُرائی دیکھے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کے حضور جھکتے ہوئے دعا سے اس کی مدد مانگتے ہوئے اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ اور جیسا کہ فرمایا دعا اس طرح ہو جس طرح روح پگھل کر اللہ تعالیٰ کے حضور بہہ گئی ہے۔ اور دعا کرنے کا بہترین ذریعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نماز ہی کو قرار دیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا صلوٰۃ ہی دعا ہے اور نماز عبادت کا مغز ہے۔ صرف زبانی دعائیں نہیں بلکہ دعائیں بھی اس طرح ہوں جس طرح خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور وہ یہی ہے کہ پنجوقت اس کے آگے حاضر ہوا جائے اور نمازیں ادا کی جائیں۔ اور اپنے آپ کو پاک صاف رکھنے کے لئے اس سے مدد مانگتے رہیں۔

اور تیسری بات جو نیکیوں کی طرف لے جاتی ہے وہ صحبت صادقین ہے۔ اس کے طریقے آج کل، جیسا کہ میں بتا چکا ہوں، درس، اجلاسات، اجتماعات کوئی بھی ایسی مجلسیں جہاں بزرگ نیکی کی باتیں کر رہے ہوں، جلسے وغیرہ قرآن پڑھنا، سمجھنا، حدیث پڑھنا سمجھنا، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنا۔ ان کو بھی سمجھنے کیلئے بعض دفعہ بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ ایسی مجلسوں میں جانا جہاں سے یہ سمجھ آ جائیں تو یہ چیزیں اختیار کرنی چاہئیں۔ پھر ان کے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اختیار کرنے سے تم برائیوں سے بچ سکو گے اور صرف بُرائیوں سے بچنا ہی مقصود نہیں ہونا چاہئے بلکہ نیکیوں کو اختیار کرنا اصل مقصد ہے۔ اور صرف بڑی بڑی نیکیوں کو اختیار کرنا یا صرف بڑی بڑی برائیوں کو چھوڑنا ایک مومن کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ انسان اور وہ انسان جس کو ایمان لانے کا دعویٰ ہے اس کو مومن ہونے کا دعویٰ ہے ہر وقت اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ باریک سے باریک، چھوٹی سے چھوٹی بُرائی کو بھی چھوڑے اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی اختیار کرے اور تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارے ورنہ تو کوئی فائدہ نہیں۔

آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری، زنا، غیبت، بددیانتی، بدنظری وغیرہ سے بچنا ہی نیکی نہیں ہے اور صرف اس پر ہی نازاں نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا مذہب سے بھی کوئی تعلق نہیں اور وہ یہ بُرائیاں نہیں کرتے۔ قرآن کریم جس کو ہم آخری شرعی کتاب کے طور پر مانتے ہیں وہ تو ہمیں اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔ ’’مگر وہ جماعت (جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کیے کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہوگئے) صرف ترکِ بدی ہی سے نہ بنی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیچ سمجھا۔ خدا کی مخلوق کو نفع پہنچانے کے واسطے اپنے آرام و آسائش کو ترک کر دیا تب جا کر وہ ان مدارج اور مراتب میں پہنچے کہ آواز آ گئی ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ﴾ (البینۃ:9)۔‘‘

’’پس تمہیں چاہئے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھ لو۔ ہاں اوّل بدیوں سے پرہیز کرو اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو۔ جب تک انسان ان دونوں صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا۔ مومن کامل ہی کی تعریف میں تو ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ فرمایا گیا ہے۔ اب غور کرو کہ کیا اتنا ہی انعام تھا کہ وہ چوری چکاری راہزنی نہیں کرتے تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے۔ نہیں، ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ میں تو وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات رکھے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الٰہیہ کہلاتے ہیں‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق حاصل ہو جائے کہ جہاں اللہ تعالیٰ انسان سے بولے بھی اور اس کی سنے بھی۔

فرمایا کہ: ’’اگر اسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ کی دعا کی تعلیم نہ ہوتی جس کا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا اتنا ہی تو کمال نہ تھا کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت، صدق وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکھایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شئے ہے۔ جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اس وقت تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا۔ اور مُنْعَمْ عَلَیْہِ کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَاالضَّآلِّیْنَ﴾ (الفاتحۃ:7) اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ مومن کے نفس کی تکمیل دو شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے۔ ایک شربت کا نام کافوری ہے اور دوسرے کا نام زنجبیلی ہے۔ کافوری شربت تو یہ ہے کہ اس کے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہو جاوے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو۔ جس طرح پر کافور میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے اسی لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح پر یہ کافوری شربت گناہ اور بدی کے زہر کو دبا دیتا ہے اور وہ موادِ ردّیہ جو اُٹھ کر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں ان کو اُٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے۔ دوسرا شربت زنجبیلی ہے جس کے ذریعہ سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پھر حرارت پیدا ہوتی ہے۔ پس ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ (الفاتحۃ:6-7) تو اصل مقصد اور غرض ہے۔ یہ گویا زنجبیلی شربت ہے اور ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَاالضَّآلِّیْنَ﴾ (الفاتحۃ:7) کافوری شربت ہے‘‘۔

فرمایا کہ ان چھوٹی چھوٹی برائیوں کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ اکثر یہ برائیاں چھپ کر حملہ کرتی ہیں اور جب ان کے قابو میں انسان ایک دفعہ آ جائے تو پھر چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے گو ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ کی دعا ہو رہی ہوتی ہے لیکن عملاً ان چھپی ہوئی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

فرمایا کہ: ’’انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اوّل تو انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے اور پھر ان کا چھوڑنا اسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے‘‘۔

فرمایا کہ: ’’یہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض، کینہ، حسد، ریا، تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے بھائی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ چند روز اگر نماز سنوار کر پڑھی ہے اور لوگوں نے تعریف کی تو ریا اور نمود پیدا ہو گیا اور وہ اصل غرض جو اخلاص تھی جاتی رہی۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت حاصل ہے تو اس کی وجہ سے اپنے بھائی کو جس کو یہ باتیں نہیں ملی ہیں حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کی عیب چینی کے لئے حریص ہوتا ہے۔ اور تکبر مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح سے۔ علماء علم کے رنگ میں اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی طور پر نکتہ چینی کر کے اپنے بھائی کو گرانا چاہتے ہیں۔ غرض کسی نہ کسی طرح عیب چینی کر کے اپنے بھائی کو ذلیل کرنا اور نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ رات دن اس کے عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جن کا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی ہے‘‘۔

فرماتے ہیں کہ: ’’ان سے خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے۔‘‘ یعنی انتہائی کوشش اور دعا سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ان بدیوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔’’ اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نہ کر لے تزکیۂ نفس کامل طور پر نہیں ہوتا اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیۂ نفس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے‘‘۔ کئی بزرگوں کو دیکھا ہے بظاہر نیکی کی تعلیم اور تلقین کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب قضاء میں یا کہیں اور معاملہ ہو رہا ہو، کسی سے ناراضگی ہو تو بعض دفعہ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں کو سن کر کہ ایسی بدزبانی کر رہے ہوتے ہیں، ایسی زبان کا استعمال کر رہے ہوتے ہیں کہ آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ: ’’بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے۔ لیکن جب بھی موقع آ پڑتا ہے اور کسی سفیہ سے مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پھر وہ گند اُن سے ظاہر ہوتا ہے جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور وہ تزکیۂ نفس جو کامل کرتا ہے میسر نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جس کو اخلاقی تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی وہی تین پہلو ہیں۔ اوّل مجاہدہ اور تدبیر۔ دوم دعا۔ سوم صحبتِ صادقین‘‘۔ تو اللہ کا فضل حاصل کرنے کیلئے اس کے آگے جھکو، دعا کرو۔ اس سے اس کا عرفان مانگو۔ جب اس کی پہچان ہو جائے گی تو اس کے فضل سے نفس کا تزکیہ بھی ہو جائے گا۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔ ’’درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بداخلاقی، کبر، ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور یہ مواد ردّیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ ان کو نہ جلائے‘‘۔ یعنی یہ جو ردّی چیزیں ہیں، یہ گند جو انسان کے ذہن میں ہیں، سوچوں میں ہے، اس وقت تک نہیں جل سکتیں۔ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتیں جب تک اللہ کا خوف نہ ہو، اس کی خشیت دل میں نہ ہو اور جب یہ ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بھی بے انتہا بارش کرے گا اور اپنے فضل سے ان کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

فرمایا کہ: ’’جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالیٰ ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے‘‘۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ’’پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے، نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے‘‘۔

باقی آئندہ شمارہ میں

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

اعلیٰ معیار کی ضامن

چناب سویٹس

ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے

Chanab Sweets

Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen

Germany

Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347

Mobile: 01628909960

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ

مجلس سوال و جواب

(17/جنوری 1994ء۔ بمقام ایم ٹی اے سٹوڈیو۔ لندن)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 17/جنوری 1994ء کو پروگرام ''ملاقات'' میں بعض سوالوں کے جواب ارشاد فرمائے۔ ان سوال وجواب سے کماحقہ محظوظ ہونے کے لئے اصل پروگرام کی ریکارڈنگ دیکھنی اور سننی چاہئے۔ تاہم قارئین الفضل انٹرنیشنل کے افادہ کے لئے اس کا متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کررہاہے۔ (مدیر)

سوال: پاکستان میں مولویوں کی طرف سے اس بات کا بڑا شور ہے کہ اسلامی اصطلاحیں مسلمانوں کا Patent ہیں اور جو شخص بغیر اجازت کے اس Patent کو استعمال کرے گا اس کو بہت سخت سزا دی جائے گی۔ اس پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟ اور شرعی اور عقلی لحاظ سے اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

سب سے پہلے تو لفظ Patent کو سمجھنا چاہئے کہ ہوتا کیا ہے۔ Patent سے مراد یہ ہے کہ ایک کمپنی ایک چیز ایجاد کرتی ہے اور اس کو ایک نئی ایجاد کے طور پر بعض مخصوص دفاتر میں رجسٹر کراتی ہے اور اس کی ایجاد کا اس کو تحفظ ملتا ہے کہ تم اس سے استفادہ کرو۔ تمہاری اجازت کے بغیر کوئی اس کو بنا نہیں سکے گا۔ اور کوئی بنا کر بیچ نہیں سکے گا۔ یہ ہے Patent کا مفہوم۔ لیکن وہ چیز جو بن جائے اس کے استعمال پر کوئی پابندی نہیں۔ یہ ایک باریک فرق ہے جو پاکستان کے دانشوروں کو ابھی تک نہیں پتہ چلا۔ یا دانشوروں کو پتہ ہوگا تو ان کے اندر جرأت اور زبان نہیں ہے۔ Patent تو صرف تخلیق کی حد تک ہے۔ اور اس پہلو سے جہاں تک اسلامی اصطلاحات کا تعلق ہے یہ تو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں، کسی مُلّاں نے نہیں بنائیں۔ کسی فرقہ کے عالم نے تو نہیں بنائیں۔ اگر Patent کرنا ہوتا تو خدا نے کرانا تھا۔ لیکن اللہ نے کبھی اپنی کسی اصطلاح کو کسی قوم کے لئے Patent نہیں کیا بلکہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہے کھلی دعوت ہے۔ اور اگر Patent ہوتا بھی تو استعمال میں کوئی سوال ہی نہیں کہ کسی کو اجازت ہو، کسی کو نہیں۔

اسلامی تعلیم بنی نوع انسان کے لئے ہے اور یہ مولوی یہ نہیں سمجھتے کہ قرآن میں لکھا ہوا ہے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (الانبیاء:108)۔ ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نیکی کی تعلیم عام دیتے تھے اور ہر شخص کو نہ صرف اجازت تھی بلکہ دعوت تھی۔ چنانچہ قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو ہدایت دیتا ہے ﴿قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ ......﴾ (آل عمران: 65) کوئی Patent نہیں ہے۔ ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تمہارے اور ہمارے درمیان جو اچھی قدریں مشترک ہیں آؤ ان میں اکٹھے ہو کر تعاون کرتے ہیں ایک دوسرے سے۔ تم ہم سے تعاون کرو ہم تم سے تعاون کرتے ہیں۔ یہ ہے رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن جس کی وسعت سب جہانوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی تنگ نظری نہیں، کوئی دل کی تنگی نہیں، فیض عام ہے۔ ان لوگوں نے پتہ نہیں کہاں سے اسلام سیکھا ہے۔ بیچارے پاکستانی معصوموں کو کیا سکھا رہے ہیں اور کس کی نقل اتار رہے ہیں۔

آج تک تاریخ اسلام میں Patent کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہ وہی مولوی ہیں جو ہمیشہ سے ایک دوسرے سے لڑتے آئے ہیں۔ کیوں وہ نہیں یاد رکھتے۔ صرف احمدیوں کا قصہ تو نہیں۔ ہر بات پر ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے۔ آج تک بشر اور نور کا جھگڑا طے نہیں ہوا تو Patent کے لئے جائیں گے کہاں؟ کس سے پوچھیں گے؟ اور کس کے لئے؟ کیا چیز Patent ہے؟ کس کا حق ہے اس پر اور کون سا دفتر قائم ہے۔

اگر حکومت پاکستان نے Patent بنوانا ہے تو پہلے ایک Patent آفس بنائے مذاہب کے لئے۔ اور تمام مذاہب اس میں اپنی اپنی درخواست داخل کریں کہ ہم ان اصطلاحوں کو اپنے لئے Patent کرنا چاہتے ہیں۔ اس صورت میں Patent کا قانون یہ ہے کہ جس نے سب سے پہلے چیز کی ایجاد کی ہو، سب سے پہلے جس کا استعمال ثابت ہوگا اسی کو حق ملے گا۔ اگر پاکستان Patent دفتر کھول لے تو سب سے پہلے یہودی آئیں گے۔ کہیں گے حضرت ابراہیمؑ ہمارے مذہب کے بانی مبانی ہیں اور تمہارا قرآن گواہی دیتا ہے کہ لفظ اسلام سب سے پہلے ابراہیمؑ کے لئے استعمال ہوا۔ مسلم لفظ ابراہیمؑ کے لئے، میرے پاس حوالے ہیں، مَیں آپ کو دکھاتا ہوں ابھی۔ ﴿وَلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا﴾ (آل عمران:68)۔

اب سوال یہ ہے کہ یہودیوں کا یہ Patent کا مطالبہ ہے اسے پاکستان Patent Office کس طرح ردّ کرے گا۔ اور اگر ایک دفعہ یہ اصطلاح ان کی Patent ہوگئی تو نہ عیسائی مسلمان کہلا سکیں گے اور نہ مسلمان، مسلمان کہلا سکیں گے۔ سب پر پابندی ہوگی کہ پہلے یہود سے اجازت لو پھر تم اپنے آپ کو مسلمان کہلاؤ۔ سوال یہ ہے کہ یہود سے کیوں اجازت لیں۔ یہی بنیادی سوال ہے۔

یہ اصطلاحیں خدا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ ہر اچھی چیز عام بنی نوع انسان کے لئے عام ہے۔ اچھی چیز کی نقل کرنا منع نہیں بلکہ اسلام اس کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَا کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا﴾ (آل عمران:68)۔ وہ مسلمان تھا۔

پھر فرماتا ہے ﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ﴾ (البقرۃ:129) کہ ابراہیمؑ دعا کرتے ہیں حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے لئے دو مسلمان بنا دے۔ ﴿وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا﴾ اور ہماری اولاد میں سے بھی اسی طرح مسلمان بناتا چلا جا ﴿اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ﴾ یہ امت مسلمہ تیرے لئے ہوگی............۔

اصل ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کا زمانہ سب زمانوں پر محیط ہے۔ مگر مَیں مولویوں کی منطق کے لحاظ سے جواب دے رہا ہوں کہ آنحضور ﷺ کی بعثت سے پہلے جتنے بھی حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے لوگ موجود تھے (وہ) قرآن کے لحاظ سے مسلمان ہیں۔ پاکستان کے Patent Office کو لازماً درج کرنا ہوگا کہ یہ ان کا حق ہے۔ آئندہ ان کی اجازت کے بغیر کوئی اپنے آپ کو مسلمان نہ کہے۔

﴿مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ۔ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الحج:79)۔ ابراہیم کی امت ہے جو مسلم ہے۔ پس جو شخص بھی ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہوگا تو اس کو مسلم کہلانے کے حق سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ اور ویسے بھی یہ بات جہالت کی بات ہے۔

﴿قَالَتْ یٰٓاَیُّھَاالْمَلَؤُا اِنِّیْٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ ۔ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ (النمل 30-31)

لیں جی! یہودیوں کا ایک اور Patent نکل آیا۔ یہودیوں کی اگلی درخواست ہوگی کہ مسلمان بھی ہم ہیں اور ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ہمارا حق ہے۔ اور احمدیوں بے چاروں کو بسم اللہ لکھنے کے جرم میں مارا پیٹا جاتا ہے، عدالتوں میں گھسیٹا جاتا ہے، سزائیں دی جاتی ہیں۔ ایک مردان میں کیس درج ہوا تھا، غالباً مردان ہی کی بات ہے کیس بہرحال درج ہوا ہے پاکستان میں کہ جب ہم نے ایک شخص کی تلاشی لی تو اس کے کمرے سے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ نکلی۔ اب بتائیں اس سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے۔ وہاں لکھا ہوا تھا ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد رحم کرنے والا ہے اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یہ جرم ہے تعزیرات پاکستان کے لحاظ سے۔ اور جہاں تک Patent کا تعلق ہے یہ Patent یہود کا ہے۔ کیونکہ حضرت سلیمانؑ نے جو خط بھیجا تھا ملکہ سبا کو اس پر یہ لکھا ہوا تھا ﴿قَالَتْ یٰٓاَیُّھَاالْمَلَؤُا اِنِّیْٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ﴾۔ میرے پاس ایک بہت ہی معزز ایک رسالہ، ایک خط بھیجا گیا ہے۔ ﴿اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ﴾ سلیمانؑ کی طرف سے ﴿وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾۔ اور وہ کہتا ہے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾۔ اور پھر مسلمان ہونے کی دعوت کیا کہتی ہے کتاب۔ یعنی وہ خط۔ ﴿اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ﴾ (النمل:32)۔ کہ مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ۔

اب مسجد نہیں کہہ سکتے مسجد کو تو مسجد کو مسجد نہیں کہیں گے تو کیا کہیں گے؟ وہ مسجدیں جو خدا کے ذکر سے خالی ہو چکی ہوں، جن کو محمد رسول اللہ ﷺ ویران قرار دے رہے ہوں ان کو یہ مسجد ہی کہتے ہیں۔ '' یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَایَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْآنِ اِلَّا رَسْمُہٗ ۔ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی''۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم فصل الثالث صفحہ38)۔ یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ایسا بدنصیب زمانہ آنے والا ہے کہ جب اسلام محض نام کا رہ جائے گا اور جب قرآن لکھنے کے لئے ہوگا۔ عمل کی طرف توجہ نہیں ہوگی۔ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ تم دیکھو گے کہ ان کی مسجدیں آباد ہیں وَھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی حالانکہ ہدایت سے بالکل خالی ہوں گی۔ لیکن ان کو بھی مسجد ہی فرمایا۔

اب ایک اور Patent عیسائیوں کی طرف سے آئے گا۔ کئی درخواستوں پر یہودیوں نے قبضہ کر لیا۔ اب عیسائیوں کا Patent آنے والا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے اور تسلیم کرتا ہے اس بات کو کہ وہ عیسائی جو خدائے واحد کے نام پر ستائے گئے جس طرح آج احمدیوں کو ستایا جارہا ہے اور زیر زمین چلے گئے جب ان کو اللہ تعالیٰ نے بالآخر یہ خوشخبری دی کہ باہر امن ہو گیا ہے۔ تمہارے حقوق قائم ہو گئے ہیں۔ اب تم بے شک زیر زمین حالت سے باہر آجاؤ تو اس مقام پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یادگار کے طور پر کیا بنایا جائے۔ اس کا جواب قرآن کریم فرماتا ہے ﴿قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓی اَمْرِھِمْ﴾ (الکہف:22) وہ لوگ جو فیصلہ کرنے میں زیادہ قوی تھے اور طاقت رکھتے تھے انہوں نے کہا ﴿لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْھِمْ مَّسْجِدًا﴾ (الکہف:22) ہم ان کی یادگار کے طور پر اس مقام پر مسجد بنائیں گے۔ تو اب عیسائی کہیں کہ دیکھو تم نے خواہ مخواہ مسجدوں کا جھگڑا شروع کیا ہوا ہے۔ یہ تو عیسائی اصطلاح ہے اور قرآن اس پر گواہ ہے۔ تم کیسے اس کے موجد ہو سکتے ہو۔ یہ درخواست عیسائیوں کی ہوگئی اسلام پر۔ اور ﴿بِسْمِ

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔
مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613
e-mail: nayaab@web.de
Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

اللّٰہِ﴾ پر تو قبضہ کرلیا ہے یہود نے۔اور اب رہا 'مسجد' اس پر عیسائی قابض ہوگئے۔اب مولوی کیا بنائیں گے پھر۔ان کی درخواست قبول ہوگی اور ان کی کیوں قبول ہوگی۔یہ سوال ہے۔کس طرف قرآن کھڑا ہوگا؟۔

اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے کہ جس Patent کو Patent کے مسلّمہ قواعد کے مطابق درج کرنا ضروری ہے تو لازماً جس کی طرف قرآن ہوگا اس کی بات مانی جائے گی اور نعوذ باللہ گویا قرآن، قرآن کے خلاف گواہی دے رہا ہوگا۔ اس لئے یہ ظالمانہ تصور ہی بالکل بیہودہ اور لغو ہے۔دین میں کوئی Patent نہیں ہے ۔ ہر اچھی بات کی طرف ہر سچا مومن بلاتا ہے اور جب وہ اس کو اختیار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔

اب دیکھیں مسجد ضرار کا قصہ ہے۔آج تک اسے مسجد ضرار کہتے ہیں ۔ یہ مولوی بھی جب تقریروں میں حوالے دیتے ہیں مسجد ضرار کہتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن نے اس کو مسجد ہی کہا ہے پھر بھی ﴿لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا ـ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ﴾(التوبہ:108) یہ مسجد جو بنائی ہے ﴿وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾(التوبہ:107) یہ جو لوگ ہیں جنہوں نے مسجد بنائی ہے اس نیت سے کہ کفر کریں ،تکلیف پہنچائیں اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیں پھر بھی تُو اس مسجد نہ کھڑا ہو۔یہ نہیں فرمایا یہ مسجد ہے ہی نہیں۔عظیم کتاب ہے۔حیرت انگیز حوصلے والا کلام ہے جو تمام دنیا کو اپنی رحمت کی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔انسانی ضمیر کی آزادی کا اس سے بڑا چارٹر کبھی دنیا میں کسی کی طرف سے پیش نہیں ہوا۔تمام عالم کی کتب کا مطالعہ کرلو۔ ہمارے آقا محمد ﷺ کی طرز پر جو آسمان سے ضمیر انسانی کی آزادی کا چارٹر نازل ہوا ہے اس کی کوئی مثال آپ کو دکھائی نہیں دے گی۔

اور اب جہاں تک بشر اور رسول کا جھگڑا ہے اس قرآن سے یہ مولوی اصطلاحیں نکالتے ہیں ۔ایک کہتا ہے دیکھو﴿سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾(بنی اسرائیل:94)۔صاف لکھا ہوا ہے کہ مَیں تو ایک بشر رسول کے سوا کچھ نہیں ہوں۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں نور بھی تو لکھا ہوا ہے اس لئے نور والی آیت کو مانیں گے۔اس آیت کو نہیں مانیں گے۔

اور جہاں تک مسلمانوں کو دوسروں کو سلام کرنا ہے اس کے متعلق بعض اجنبی لوگ راستہ چلتے مسلمانوں کے خوف سے ان کو السلام علیکم کہہ دیا کرتے تھے۔اور یہ ردّ عمل اگر کسی نے دکھایا ہے تو ان کو کہا کہ تم ہمیں دھوکہ دینا چاہتے ہو تو قرآن نے اس کی نفی فرمائی۔آسمان سے اللہ نے یہ تعلیم نازل فرمائی ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾(النساء: 95) کہ دیکھو جی جو بھی تمہیں سلام کہہ دے تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ پھر یہ کہو کہ تم مومن نہیں۔﴿تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ (النساء:95)۔کیا تم دنیا کی زندگی کا فائدہ چاہتے ہو۔ ان لوگوں کو پکڑ کے کہ وہ دشمن قوم سے تعلق رکھتے ہیں بچنے کی خاطر ایسا کر رہے ہیں نہ صرف یہ کہ ان کو دینی تحفظ دیا ہے بلکہ اس اصطلاح ''السلام علیکم'' استعمال کرنے کا حق بھی دیا ہے۔اور اس کی اوٹ میں اپنے آپ کو بچانے کا حق دیا ہے۔ اور مولوی کہتے ہیں دیکھو جی بچنے کی خاطر ہم سے،لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر کہ ہم بھی مسلمان ہیں، یہ ایسا کر رہے ہیں۔ ایسا اسلام تم نے کہاں سے بنایا ہے۔تم تو سمجھتے بھی نہیں کہ اسلام کیا چیز ہے ۔یہ تو اللہ کی تعلیم ہے ، اللہ بہتر جانتا ہے اور ایسے واقعات پہلے گزرے ہوئے ہیں۔ کوئی نئی بات نہیں تم پیش کر رہے ۔ان سب کا جواب قرآن کریم میں موجود ہے۔

قرآن انسانی ضمیر کی آزادی کا جو تحفظ دیتا ہے کوئی تم میں طاقت نہیں ہے کہ اس تحفظ کو اس سے چھین سکو۔فرمایا﴿کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ﴾(النساء:95)۔ہوش کرو،اس قسم کی جاہلانہ باتیں تم پہلے کیا کرتے تھے۔بہانے بنا بنا کے لوگوں کو پکڑا کرتے تھے ،ان پر ظلم کیا کرتے تھے ،مارتے تھے،ان کی جائیدادیں چھینا کرتے تھے ۔لٹیرے ہی تو تھے تم۔تم پر اللہ نے احسان کیا ہے ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کے ذریعہ تمہیں بچالیا۔ پھر وہی حرکتیں شروع کردو گے جو یہ کر چکے ہیں۔

اور جہاں تک صحابہ کرام اور صحابہ کرام کی دوسری اصطلاحات کا تعلق ہے یہ سب لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے بعد ان اصطلاحات کو ہرگز استعمال نہیں کرنے دیں گے۔تم ناپاک لوگ ہو، ان کو ہاتھ نہیں لگانا ، بلکہ کوئی مسلمان دنیا کا ان اصطلاحوں کو اس لئے استعمال نہیں کر سکتا کہ یہ صحابہؓ کے لئے خاص تھیں ۔یہ اصطلاحیں وہ تھیں جو مسلمانوں کے لئے خاص تھیں خواہ کسی زمانے کے ہوں۔اب ان اصطلاحوں کی باتیں ہوں گی جو یہ کہتے ہیں کہ صحابہ تک تھیں ان کے بعد نہیں۔لیکن اپنا عمل کیا ہے؟ یہ سنئے۔

شیعہ صاحبان اپنے ائمہ کو 'عَلَیْهِ السَّلَام' لکھتے ہیں۔یہ نبیوں کی اصطلاح ہے۔ ان کے نزدیک کسی اور پر علیہ السلام نہیں کہہ سکتے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ پر خدا درود بھیجتا ہے (احزاب :57)، اور تم پر بھی۔ پس جن کو خدا السلام علیکم کہے اس کو یہ مولوی کیسے روکیں گے۔مگر ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ 'علیہم السلام'۔اور پھر اس کے علاوہ دوسرے سنیوں میں بھی اس کی مثال ہے۔ مولانا اسماعیل صاحب شہید کے خطبہ امارت صفحہ 13 پر درج ہے کہ ' حضرت ابوطالب علیہ السلام'۔اور خود مولانا اسماعیل شہید کے لئے 'علیہ السلام' لکھا ہوا ہے۔

(مؤلفہ مولوی نجم الحسن کراروی پشاور .انوار الشیعہ صفحہ 18 و324پر یہ حوالہ درج ہے)

اسی طرح ترجمہ فتاویٰ عزیز جلد نمبر 1 صفحہ 15 پر حضرت مولوی عبدالحئی صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں کہ 'علیہم السلام' کا لفظ قرآن و حدیث کی رو سے غیر انبیاء کے لئے ثابت ہے۔یہی بات جو مَیں کہہ رہا تھا، بالکل نیا دین گھڑ رہے ہیں، ان کو کوئی نہیں پکڑ رہا۔

امہات المومنین کی بحث۔

کہتے ہیں تم نے حضرت اماں جان کے لئے 'رضی اللہ عنہا'، ' ام المومنین' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بڑی سخت دلآزاری ہو رہی ہے ہماری۔ یہ لفظ نبی کی بیگمات کے سوا کسی اور کے لئے استعمال کرنا تو جائز ہی نہیں اور اس سے دھوکہ ہوتا ہے۔ ہر شخص جب حضرت اماں جان کے ذکر میں ام المومنین کا لفظ پڑھے گا تو کون پاگل ہے جس کو یہ دھوکہ ہو کہ اس سے مراد ان کی 'منکرین کی ماں' ہے ۔ تمہیں کہاں سے تکلیف ہوگئی۔ وہ ہماری دلآزاری ہوا اگر تم منکرین پر بھی یہ لفظ کھینچ کر لگاؤ۔ لفظ مومنین نے حفاظت کر دی ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب کی بیگم کے متعلق ام المومنین کہتے ہیں اس وضاحت کے بعد بھی تمہاری عقلیں کہاں گئی ہیں،غور کیوں نہیں کرتے ۔اس سے تمہاری بےعزتی کیسے ہوگئی ۔صاف ظاہر ہے جو ایمان لاتے ہیں ان کی ماں ہیں۔تو لفظ ماں کو استعمال نہیں کرنے دو گے۔اور یہ اصطلاحیں وہ ہیں جو خود دوسروں کے لئے استعمال کر چکے ہیں۔حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو ام المومنین کہا گیا۔(اشارات فریدی حصہ سوم صفحہ 9 مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ) ۔

1321 ہجری میں حضرت خواجہ جمال الدین ہانسوی کی اہلیہ کو ام المومنین لکھا۔

سیر الاولیاء پر لکھا ہے کہ پہلے شیخ جمال الدین ہانسوی اپنی ایک خادمہ کو 'ام المومنین' کہا کرتے تھے۔

(سیرت الاولیاء تالیف محمد بن علی مبارک صفحہ 187)

اب بتائیں حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک خادمہ کو اُمّ المومنین کہا کرتے تھے۔تاریخ المشائخ چشت از خلیق احمد نظامی کے صفحہ 164 پر لکھا ہے کہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی کی ایک خادمہ بڑی عابدہ ، صالحہ تھیں ۔لوگ اسے اُمّ المومنین کہا کرتے تھے۔ایک جگہ ہے کہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی خود کہتے تھے۔دوسرے حوالہ میں ہے کہ لوگ ان کو کہا کرتے تھے۔پی ایل او کے سربراہ کی بہن بھی ام المومنین کہلاتی ہیں............۔

(یہ فرنچ کتاب ہے نے زانگ لے ۔ٹائم ارچ 19/1988ء)

جہاں تک ' رضی اللہ عنہ' کی اصطلاح ہے ۔ قرآن کریم سچے مومنوں کے لئے اس اصطلاح کو عام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ استعمال فرماتا ہے ان کے حق میں ﴿کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ـ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾(المجادلۃ: 22) اللہ نے اپنے اوپر لکھ چھوڑا ہے،فرض کر دیا ہے ﴿لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ﴾ مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾ اللہ تعالیٰ بہت طاقت والا اور بہت بزرگی والا اور بہت عزت والا ہے اور غلبہ والا ہے۔ ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ﴾(المجادلۃ: 23) کہ تم کبھی ایسی قوم نہیں پاؤ گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور اس کے باوجود ان لوگوں سے دوستی کرو جو اللہ سے دشمنی کرتے ہیں ۔(یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ پر ایمان لاتا ہوں انسان اور یوم آخرت پر)۔

یہ دو شرطیں ہیں کہ یہ لوگ خدا کے دشمنوں کے دوست بن جائیں﴿وَلَوْ کَانُوْآ اٰبَآءَ هُمْ﴾خواہ ان کے باپ ہی کیوں نہ ہو۔﴿وَاَبْنَآءَ هُمْ﴾یا ان کے بیٹے ﴿اَوْاِخْوَانَهُمْ﴾ یا ان کے بھائی ﴿اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ﴾۔یا ان کے قبیلے والے رشتہ دار۔ ﴿اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر۔جن کی یہ صفات ہیں ان کے متعلق اللہ نے ایمان کا فتویٰ ان کے دلوں پر لکھ دیا ہے۔﴿اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ﴾۔خدا نے ان کے دلوں پر ایمان لکھ دیا ہے۔﴿وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ﴾اور اپنی طرف سے روح سے ان کی تائید فرمائی ہے۔﴿وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾اور ان کو ایسی جنتوں میں یا باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَا﴾وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ۔﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ اللہ ان سے راضی ہوگیا وہ اس سے راضی ہوگئے۔ ﴿اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ﴾ یہ اللہ کا گروہ ہیں۔ ﴿اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (المجادلہ: 23) خبردار! سنو! کہ اللہ ہی کا گروہ ہے جو کامیاب ہونے والا ہے۔کامیاب ہونے والے یہی لوگ ہیں۔

اب ان کی صفات کیا بیان ہوئی ہیں۔ایمان باللہ، ایمان بالیوم الآخر۔اور خدا کے لئے غیرت۔یہ تین ضروری اجزاء ہیں ان کو مومن بنانے کے لئے خدا کی نظر میں۔جن کے دلوں پر ایمان لکھا جاتا ہے اور اللہ فرماتا ہے ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ ہیں،اور بھی آیتیں ہیں..........۔

صحابی کا لفظ جو اسی طرح بڑی کثرت سے ملتا ہے۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

''اِنَّهُمْ بَعْضُ اَصْحَابِنَا'' ۔بعض ہمارے صحابی۔ اور اسی طرح صحابی کا لفظ عام ہے۔اس میں کوئی خصوصی بات نہیں ۔ ہاں! یہ بات خصوصیت ہے کہ'' رسول اللہ ﷺ کا صحابی''۔اگر کوئی یہ کہے تو یہ اور بات ہے۔مگر آج تک کبھی کسی احمدی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کو رسول کریم ﷺ کا صحابی نہیں کہا۔ باوجود اس کے کہ قرآن فرماتا ہے کہ وہ آخرین کو اولین سے ملادے گا۔اس کے باوجود ہمیشہ کہتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کا صحابی۔اس سے تمہیں کیا تکلیف ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔اس حقیقت کو تمہاری تکلیف بدل تو نہیں سکتی۔ اور جہاں تک ان باتوں سے توہین رسالت کا تعلق ہے ان کا تو اب یہ حال ہو گیا ہے کہ ہر چیز سے توہین رسالت ہونے لگ گئی ہے۔شرعی عدالت کے خلاف بیان سے وزیر قانون توہین رسالت کے مرتکب ہوگئے ہیں۔

اب یہ مولوی خدا بھی بن بیٹھے ہیں۔رسول اللہ ﷺ بھی بن بیٹھے ہیں۔ان پر ہاتھ اٹھاؤ تو وہ رسول پر ہاتھ اٹھانا ہے۔نعوذ باللہ من ذلک۔اور ان کی شکلیں دیکھو، ان کے اطوار، ان کے اخلاق دیکھو۔ یہ دھکا دینے والے لوگ ہیں۔ محمد رسول اللہ جاذب تھے۔ غیر معمولی طاقت سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔جو ان کو دیکھتا عاشق ہو جاتا تھا۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

اگر خواہی دلیلی عاشقش باش
محمدؐ ہست برہان محمدؐ

تم محمدؐ کے حسن کی دلیل کیا مانگتے ہو۔محمدؐ خود اپنے حسن کی دلیل ہے، 'عاشقش باش'۔اس پر عاشق ہو جاؤ۔ محمدؐ ہست برہان محمدؐ۔محمدؐ ہی محمدؐ کی دلیل ہے۔پس اللہ ہی ہے جو ان کو عقل دے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

آنحضور ﷺ کا دشمنوں سے حسن سلوک

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جہاں حقوق اللہ کی بجاآوری کا حق ادا کردیا وہاں حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی کمال کی آخری حدوں کو چھولیا۔ حقوق العباد کی معراج دشمن کے ساتھ حسن سلوک ہوا کرتا ہے۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۵/جون ۲۰۰۴ء میں مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب کا اس حوالہ سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

آنحضور ﷺ کے دشمنوں کی فہرست بہت طویل ہے، لیکن آپؐ کی رحمت بھی محدود نہیں۔

آپؐ کا اعلان نبوت کرنا تھا کہ زمانہ نبوت سے پہلے آپؐ کو صادق اور امین کہنے والے آپؐ کی جان کے دشمن بن گئے۔ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی کا دَور سخت مصیبتوں، دکھوں اور تکلیفوں کا زمانہ ہے۔ مسلمانوں، خصوصاً غلاموں کو بری طرح مارا پیٹا جاتا۔ بعض کو تپتی ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھ دیئے جاتے۔ مسلمان خواتین کی بے حرمتی کی جاتی، بہت سے مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کیا گیا۔ غرض کفار کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔ اسی لئے آپؐ کو مکہ سے ہجرت کرنا پڑی لیکن بدبخت کفار نے مدینہ میں بھی مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا اور بدترین دشمنی کی وہ داستان رقم کی جس کی نظیر نہیں ملتی۔

مدینہ آکر آنحضرت ﷺ نے مدینہ کے تینوں یہودی قبائل یعنی بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ سے امن اور صلح کا تحریری معاہدہ کیا۔ لیکن یہود نے آنحضرتؐ کے عمدہ سلوک کے باوجود معاہدہ کی پرواہ کئے بغیر قدم قدم پر شرارت، بغاوت اور شقاوت کے نمونے دکھائے۔

آنحضرت ﷺ کے دشمنوں کا تیسرا گروہ سب سے زیادہ خطرناک یعنی منافقین کا تھا جو درپردہ اسلام کی جڑیں کاٹنے اور آنحضرتؐ کی جان کے درپے تھے۔ ان کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

ان خطرناک دشمنوں کے درمیان معصوم مسلمانوں کی حالت کا اندازہ کرنا ہی محال امر ہے۔ پھر ایسے مواقع بھی آئے جن میں یہ تینوں مل کر مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہوئے۔

طائف کا سفر

شوال ۱۰ نبوی میں آنحضرت ﷺ تبلیغ کیلئے طائف تشریف لے گئے اور وہاں دس روزہ قیام کے دوران بہت سے رؤسا سے ملاقات کی۔ مگر سب نے تمسخر کیا بلکہ رئیس اعظم عبد یالیل نے شہر کے آوارہ لڑکے آپؐ کے پیچھے لگا دیئے جو شور کرتے ہوئے آپؐ پر پتھر برساتے۔ آپ کا بدن خون میں تربتر ہوگیا۔ تین میل تک یہ بدبخت گالیاں دیتے اور پتھر برساتے ہوئے چلے آئے۔ ایسے ظلم عظیم پر خداتعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور خداتعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپؐ کے پاس بھیجا جس نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو پہلو کے دونوں پہاڑ ان لوگوں پر گرا کے ان کا خاتمہ کر دوں؟۔ لیکن آپ نے جواب میں فرمایا: نہیں نہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کردے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔

اس واقعہ سے جہاں آپؐ کی شجاعت، بلند عزم وہمت اور بے نظیر صبر واستقلال پر روشنی پڑتی ہے وہاں آپؐ کی غیر معمولی محبت الٰہی اور عفو ودرگزر جیسے اعلیٰ خلق کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

بنوقینقاع سے حسن سلوک (2ھ)

بنو قینقاع جو مدینہ کے تینوں یہودی قبائل میں زیادہ طاقتور سمجھے جاتے تھے، درپردہ مسلمانوں سے سخت تعصب رکھتے تھے، جنگ بدر کی فتح کے بعد وہ حسد، بغض اور شرارت پر اتر آئے۔ آنحضرتؐ نے جب ان کو تنبیہ کی تو انہوں نے اظہار ندامت کی بجائے شوخی کے ساتھ یہ دھمکی دہرائی کہ بدر کی فتح پر غرور نہ کرو، جب ہم سے مقابلہ ہوگا تو پتہ لگ جائے گا کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ گویا امن اور صلح کے معاہدہ کے باوجود اعلان جنگ کردیا۔ ناچار آنحضرتؐ صحابہ کی جمعیت لے کر اُن کے قلعوں کی طرف روانہ ہوئے۔ یہود اپنے قلعوں میں محفوظ ہوکر بیٹھ گئے۔ آنحضرتؐ نے پندرہ دن محاصرہ جاری رکھا جس نے یہود کا سارا غرور توڑ دیا اور انہوں نے اس شرط پر قلعہ کے دروازے کھول دیئے کہ ان کے اموال مسلمانوں کے ہو جائیں گے۔ مگر ان کی جانوں اور ان کے اہل وعیال پر مسلمانوں کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

اگرچہ یہ شرط یہود کی پیش کردہ تھی۔ حالانکہ فیصلہ اب آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں تھا۔ نیز موسوی شریعت کی رُو سے بھی یہ سب واجب القتل تھے۔ لیکن پھر بھی آنحضرت ﷺ نے اس شرط کو منظور فرما کر اپنے رحیم وکریم ہونے کا ثبوت دیا اور انہیں امن وامان کے ساتھ مدینہ سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

بنونضیر

بنو قینقاع کی جلاوطنی کے بعد یہود کے باقی دو قبائل عداوت میں ترقی کرتے گئے حتیٰ کہ آنحضرتؐ کے قتل کا منصوبہ بھی باندھا جس کی اطلاع بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دی۔ جب ان شرانگیزیوں کی وجہ سے آنحضرتؐ نے انہیں مدینہ سے نکل جانے کا حکم فرمایا تو بنونضیر بھی قلعہ بند ہوگئے۔ مسلمانوں نے پندرہ دن تک محاصرہ جاری رکھا۔

آخر بنونضیر نے اس شرط پر اپنے دروازے کھول دئے کہ انہیں اپنے سازوسامان کے ساتھ جانے دیا جائے۔ آنحضرتؐ کی اس شرط کو یہود پہلے ہی نہایت شوخی کے ساتھ ردّ کرچکے تھے۔ اگرچہ اب مسلمان فاتح تھے لیکن آنحضرتؐ نے اس شرط کو بھی مان لیا اور بنونضیر بڑی شان وشوکت سے مدینہ سے نکلے۔

یہود کے تیسرے قبیلہ بنوقریظہ نے اس موقع پر آنحضرت ﷺ سے غداری کرتے ہوئے بنونضیر کی اعانت کی تھی مگر آنحضرتؐ نے بطور احسان انہیں کلیتہً معاف فرمادیا۔ لیکن یہ بھی احسان فراموش ثابت ہوئے۔

بنوقریظہ کی غداری اور انجام

غزوہ خندق مسلمانوں کے لئے ایک نہایت خطرناک زلزلہ کی طرح تھا جس میں کمزور مسلمانوں نے تو سمجھ لیا تھا کہ بس اب خاتمہ ہے۔ اس مصیبت میں جہاں قریش نے مدینہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا وہاں بنوقریظہ کی غداری نے اس مصیبت کو دوگنا کردیا۔

جب آنحضرتؐ غزوہ خندق سے فارغ ہوکر واپس تشریف لائے اور ابھی بمشکل ہتھیار وغیرہ اتار کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپؐ کو خداتعالیٰ کی طرف سے کشفی رنگ میں بتایا گیا کہ جب تک بنوقریظہ کی غداری اور بغاوت کا فیصلہ نہیں ہوجاتا آپ کو ہتھیار نہیں اتارنے چاہئے تھے۔ اس پر آپؐ صحابہؓ کے ہمراہ بنوقریظہ کے قلعوں کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر آپؐ نے حضرت علیؓ کو صحابہ کے ایک دستہ کے ساتھ آگے روانہ کردیا۔

جب حضرت علیؓ وہاں پہنچے تو یہود نے شرمندہ ہونے کی بجائے برملا آنحضرت ﷺ کو گالیاں دیں اور کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ازواج مطہرات کے متعلق بھی بدزبانی کی۔ آخر مسلمانوں نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا۔ شروع شروع میں تو وہ سخت غرور ظاہر کرتے رہے حتیٰ کہ ایک یہودی عورت نے قلعہ کے اوپر سے ایک بھاری پتھر پھینک کر ایک مسلمان کو شہید بھی کردیا۔

جب محاصرہ لمبا ہوا تو یہود نے تنگ آکر حضرت سعد بن معاذؓ کو اپنا حَکم مان کر قلعوں سے نکلنے پر آمادگی ظاہر کی۔ یہ ان کی بدبختی تھی کہ انہوں نے رحمۃ للعالمینؐ کو اپنا حَکم نہیں مانا۔ غرض حضرت معاذؓ نے یہ فیصلہ دیا کہ یہود کے جنگجو لوگ قتل کر دیئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قید کرکے ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ آنحضرتؐ اس فیصلے پر عملدرآمد کرنے پر مجبور تھے لیکن یہاں بھی آنحضرتؐ نے دشمنوں سے حسن سلوک کی بہترین مثال قائم فرمائی۔ آپؐ کے حکم کے ماتحت صحابہ نے بنوقریظہ کے کھانے کے لئے ڈھیروں ڈھیر پھل مہیا کیا اور وہ رات بھر پھل نوشی میں مصروف رہے۔

آنحضرتؐ نے بتقاضائے رحم یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ مجرموں کو ایک دوسرے کے سامنے قتل نہ کیا جائے۔ بلکہ آنحضرتؐ وہاں قریب ہی موجود رہے تاکہ اگر کسی کی طرف سے رحم کی اپیل ہو تو فوری فیصلہ صادر فرماسکیں۔ چنانچہ اس وقت جس شخص کی بھی سفارش آپؐ کے پاس گئی آپ نے اسے فوراً معاف کردیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ سعدؓ بن معاذ کے فیصلے کی وجہ سے مجبور تھے ورنہ آپؐ کا طبعی میلان ان کے قتل کئے جانے کی طرف نہیں تھا۔ جو بدبخت سزایاب ہوئے انہیں آنحضورؐ نے اپنے انتظام میں دفن کروادیا۔

ثمامہ بن اثال (محرم 6ھ)

ثمامہ بن اثال یمامہ کا رہنے والا تھا اور قبیلہ بنوحنیفہ کا ایک بااثر رئیس تھا۔ وہ اسلام کی عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ہمیشہ بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے درپے رہتا تھا۔ آخر مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوا تو آنحضور ﷺ نے حسب عادت اُس کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا بلکہ اپنے گھر سے کھانا اُسے دیتے رہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ثمامہ کو مسجد نبوی کے صحن میں ہی کسی ستون کے ساتھ باندھ دو۔ غرض یہ تھی کہ تا نمازوں کے روحانی نظاروں سے متأثر ہوکر وہ اسلام کی طرف مائل ہوجائے۔ آنحضرت ﷺ ہر روز صبح ثمامہ کے قریب تشریف لے جاکر دریافت فرماتے کہ "ثمامہ! اب کیا ارادہ ہے؟"۔ وہ جواب دیتا: "اے محمدؐ! اگر آپ مجھے قتل کردیں تو آپؐ کو اس کا حق ہے کیونکہ میرے خلاف خون کا الزام ہے لیکن اگر آپ احسان کریں تو آپؐ مجھے شکرگزار پائیں گے۔ اور اگر آپ فدیہ لینا چاہیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں"۔ تین دن یہ سوال وجواب ہوتا رہا۔ اور پھر آپؐ نے اُسے آزاد کرنے کا ارشاد فرمایا۔ وہ مسجد سے نکل کر ایک باغ میں گیا اور نہادھوکر واپس آکر آنحضرتؐ سے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک وقت تھا کہ مجھے تمام دنیا میں آپؐ کی ذات سے اور آپ کے دین اور آپ کے شہر سے سب سے زیادہ دشمنی تھی لیکن اب مجھے آپؐ کی ذات اور آپ کا دین اور آپ کا شہر سب سے زیادہ محبوب ہے۔

قریش مکہ سے حسن سلوک

غزوہ احد کے بعد مکہ میں سخت قحط پڑا اور اہل

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۲/اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

خانۂ دل میں روشن ہے اس کی تصویر
نور بھری تحریر تھی جس کی من موہن تقریر
ہجر کی تند و تیز ہوا میں ہر گل تھا بے حال
ہر بوٹا ، ہر پتا بے کل ، ہر غنچہ دلگیر
تختِ دل پہ اترا پھر سے اک سندر دلدار
اہل دل مسرور ہوئے ، مسرور ہوئی تقدیر

مکہ خصوصاً غرباء سخت تکلیف میں مبتلا ہوگئے۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے ازراہ ہمدردی مکہ کے غرباء کے لئے اپنی طرف سے کچھ چاندی بھجوائی اور اس بات کا عملی ثبوت دیا کہ آپؐ کا دل اپنے سخت ترین دشمنوں کے ساتھ بھی حقیقی ہمدردی رکھتا ہے۔

ایک اور احسان عظیم

جب ثمامہ بن اثال رئیس یمامہ مسلمان ہوا تو قریش کے مظالم کے خلاف طبعی جوش میں اس نے قریش مکہ سے رخصت ہوتے ہوئے قسم کھائی کہ آئندہ یمامہ کے علاقہ سے تمہیں غلہ کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک رسول اللہؐ اس کی اجازت نہ دیں گے۔ اپنے وطن پہنچ کر واقعی اس نے مکہ کی طرف قافلوں کی آمد روک دی جس پر قریش مکہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوگئے اور پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر رحم کے طالب ہوئے۔ اس پر آنحضرتؐ نے ثمامہ کو ہدایت بھجوائی تو اہل مکہ کو اس مصیبت سے نجات ملی۔ یہ وہی اہالیان مکہ تھے جنہوں نے آپؐ کو اڑھائی سال تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا تھا اور ہر ظلم توڑا تھا۔

یہودی کی دلداری

مدینہ کے یہود سے معاہدہ کے بعد آنحضرتؐ یہود کی دلداری کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے حضرت موسیٰ کی تمام انبیاء پر فضیلت بیان کی۔ ایک صحابی کو اس پر غصہ آیا اور اس نے اس یہودی کے ساتھ کچھ سختی کی اور آنحضرتؐ کو افضل الرسل بیان کیا۔ جب آنحضرتؐ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ صحابی سے ناراض ہوئے اور حضرت موسیٰ کی ایک جزوی فضیلت بیان کرکے اس یہودی کی دلداری فرمائی۔

عبداللہ بن ابی بن سلول

رئیس المنافقین عبداللہ ابی سلول کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔ وہ ہر موقع پر اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا۔ ایک موقع پر اس نے برملا آنحضرتؐ کی شان میں سخت گستاخی کی۔ تو حضرت عمرؓ نے خدمت رسالت میں حاضر ہوکر اجازت چاہی کہ اُس کی گردن اڑادیں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا: عمر جانے دو۔ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرواتا پھرتا ہے۔

اس واقعہ کی اطلاع جب عبداللہ بن ابی کے (مخلص مسلمان) بیٹے عبداللہ کو ملی تو وہ آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر آپؐ چاہیں تو مَیں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپؐ کے قدموں میں لاڈالوں۔ آپؐ نے اسے فرمایا کہ ہمارا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہے۔ بلکہ ہم بہرحال تمہارے والد کے ساتھ نرمی اور احسان کا معاملہ کریں گے۔

فتح مکہ اور بے نظیر معافی

مکہ فتح ہوا اور تمام مخالف آپؐ کے قابو میں آگئے تو آپ نے ''لاتثریب علیکم الیوم'' فرما کر اپنے جانی دشمنوں کو معاف کردیا۔ یہ لوگ اپنے گھناؤنے جرائم کی وجہ سے واجب القتل تھے اور اپنی موت کا اظہار کر رہے تھے۔ کوئی ان کی سفارش کرنے والا نہیں تھا۔ اس بے نظیر اور عظیم الشان معافی کی مثال تاریخ عالم اور تاریخ انبیاء میں بھی نہیں ملتی۔ یہ واقعہ آنحضور ﷺ کے دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ رحیم وکریم ہونے اور محسن انسانیت ہونے کی قیامت تک گواہی دیتا رہے گا۔

جدید عراق کے حکمران

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۳۰/جون ۲۰۰۴ء میں جدید عراق کے حکمرانوں کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

شاہ فیصل اول (1933ء-1885)

حجاز کے حکمراں وشریف مکہ حسین بن علی کے صاحبزادے فیصل اول کو اپنے والد کی طرف سے ۱۹۱۹ء میں برطانوی حکومت سے مذاکرات کی ذمہ داری سونپی گئی اور اسی دوران انہوں نے عرب دنیا میں خلافت عثمانیہ کے خلاف اٹھنے والی بغاوتوں کو کچلنے کے لئے فوجوں کی کمان بھی سنبھالی۔ چنانچہ انہوں نے عرب نیشنل ازم کی معاونت سے نہ صرف شام کے علاقوں میں فتح پائی بلکہ ستمبر ۱۹۱۸ء میں شاہِ شام کے طور پر اپنی حکمرانی کا اعلان بھی کردیا تاہم بعد میں مذاکرات میں ناکامی کے بعد فرانس نے انہیں تخت سے معزول کردیا اور انہوں نے برطانیہ میں جلاوطنی اختیار کرلی۔

اس دوران عراق میں برطانیہ کے زیر قبضہ علاقوں میں جب عوامی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی تو برطانیہ نے عراقیوں ہی میں سے شخصی حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ فیصل کو ۲۳/اگست ۱۹۲۱ء کو فیصل اوّل کے نام سے عراقی حکومت کا سربراہ بنادیا گیا۔ ان کی حکومت نے سرکار برطانیہ سے متعدد معاہدے کیے اور ۱۹۳۲ء میں برطانیہ سے آزادی حاصل کرلی۔ ۸/دسمبر ۱۹۳۳ء کو فیصل اوّل کا عارضہ قلب کی وجہ سے سوئٹزرلینڈ کے ہسپتال میں انتقال ہوا۔

شاہ غازی اول (1939ء-1912ء)

یہ شاہ فیصل اول کے چوتھے صاحبزادے تھے اور اپنے چچا کی زیرنگرانی پرورش پارہے تھے اس لئے حکومتی امور اور سیاست سے قدرے نابلد تھے۔ انہیں ۱۹۳۳ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد تخت نشین کیا گیا۔ وہ کویت کو عراق کا حصہ سمجھتے ہوئے اسے عراق میں شامل کرنے کے لئے کوشاں رہے۔ اس منصوبے کی اشاعت کے لئے انہوں نے اپنے محل میں ایک ریڈیو اسٹیشن بھی قائم کیا تھا۔ ان ہی کے دور میں ۱۹۳۶ء میں پہلی مرتبہ عراق میں فوجی انقلاب کے ذریعہ وزیراعظم حکمت سلیمان کی حکومت جنرل باقر صدیقی نے برطرف کردی۔ بعدازاں اپریل ۱۹۳۹ء میں وہ کار کے ایک پُراسرار حادثہ میں ہلاک ہوگئے۔

شاہ فیصل دوئم (1958ء-1935ء)

یہ شاہ غازی اول کے اکلوتے صاحبزادے تھے جنہیں چار برس کی عمر میں عراق کا حکمران بنایا گیا البتہ ان کی رہنمائی کے لئے ان کے چچا عبداللہ کو ولیعہد مقرر کیا گیا۔ یہ بہت شرمیلے اور عوامی اجتماعات سے دور رہنے والے حکمران ثابت ہوئے۔ ان کے دور حکومت میں عراق نے ۱۹۴۸ء میں فلسطین کی جنگ میں حصہ لیا اور ان کے ہی عہد میں ہاشمی یونین اور اردن کا اعلان ہوا۔ یہ پورے شاہی خاندان کے ساتھ ۱۴/جولائی ۱۹۵۸ء کو ہلاک ہوگئے۔

عبدالکریم قاسم (1963ء-1914ء)

جدید عراقی ریاست میں عبدالکریم قاسم کو خاصی شہرت ملی۔ وہ ایک عوامی حکمران کے طور پر رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ انہوں نے عراقی فوج میں شمولیت اختیار کرنے کے بعد بڑی تیزی سے رینک تبدیل کئے یہاں تک کہ 1955ء میں وہ اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔ دوسرے عراقیوں کی طرح وہ بھی بادشاہت کی مغرب نواز پالیسیوں کو غیر مناسب خیال کرتے تھے۔ ۱۹۵۷ء تک عراقی فوج میں ان کے حامیوں کا ایک مضبوط گروپ وجود میں آگیا تھا۔ چنانچہ ۱۴/جولائی ۱۹۵۸ء کو انہوں نے بغداد سے بادشاہت کا خاتمہ کرتے ہوئے فوج کے ذریعہ کنٹرول سنبھال کر وزیراعظم کا عہدہ سنبھال لیا۔ اس تبدیلی کو خاصی عوامی حمایت بھی حاصل تھی۔

انہوں نے اس اہم دور میں عراق کی حکومت کو چلایا جب خطے میں عرب نیشنل ازم عروج پر تھا۔ قاسم نے کسی عرب فیڈریشن میں عراق کو شامل کرنے کی بجائے عراق کے الگ تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی تعمیر نو پر توجہ دی۔ اس پالیسی نے عرب نیشنل ازم کے اتحادیوں سمیت جمال عبدالناصر سے بھی تعلقات کشیدہ بنادیئے۔ تاہم انہوں نے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے اور ملک کے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے پر خصوصی توجہ دی۔ ۸/فروری ۱۹۶۳ء کو انہیں ایک خونی بغاوت کے ذریعہ قتل کردیا گیا۔

عبدالسلام عارف

عبدالسلام عارف عراقی فوج کے ان افسران میں شامل تھے جنہوں نے بادشاہت کا خاتمہ کیا تھا۔ وہ عرب نیشنل ازم اور مصری لیڈر جمال عبدالناصر کے وفادار پیروکاروں میں سے تھے اسی لئے قاسم کے عرب نیشنل ازم مخالف نظریات کے خلاف تھے۔ اگرچہ انہیں قاسم کے دور حکومت میں قید کردیا گیا تھا لیکن بعد میں انہیں قاسم نے خصوصی معافی دیدی تھی۔ انہوں نے عراق کی سرکاری پارٹی بعث کی مدد سے فوجی انقلاب کے ذریعہ قاسم کو ٹھکانے لگا کر براہ راست صدر کا عہدہ سنبھالا۔ اسی دَور میں نیشنل گارڈز کے ذریعہ لوگوں کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کا پہلا نشانہ خود قاسم تھے جبکہ بعد میں ان کی کابینہ کے ممبران کو بھی گولیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۴/جولائی ۱۹۶۶ء کو ایک ہیلی کاپٹر حادثہ میں وہ ہلاک ہوگئے۔

عبدالرحمن عارف

یہ ۱۹۵۸ء اور ۱۹۶۳ء کے انقلابات میں اہم کردار ادا کرنے والے فوجی تھے جنہیں اپنے بھائی عبدالسلام عارف کی ہلاکت کے بعد سربراہ مقرر کیا گیا لیکن صرف دو برس بعد جولائی ۱۹۶۸ء میں بعث پارٹی کی بغاوت کے ذریعہ معزول کردیئے گئے اور انہوں نے استنبول میں جلاوطنی اختیار کرلی۔ ۱۹۸۰ء کے عشرے میں صدام حسین نے انہیں واپس وطن بلالیا۔

احمد حسن البکر (1982ء-1914ء)

احمد حسن البکر ۱۹۳۸ء میں ملٹری اکیڈمی میں سکول ٹیچر ہوئے۔ بعد میں وہ بعث پارٹی میں شامل ہوئے اور ۱۹۵۹ء میں فوج سے الگ ہوگئے۔ ۱۹۶۳ء میں دس ماہ تک وہ عراق کے وزیراعظم رہے۔ پھر ۱۷/جولائی ۱۹۶۸ء کے انقلاب کے بعد صدر بنائے گئے۔ ان کے دَور حکومت میں قوت فیصلہ کا اصل مرکز صدام حسین تھے جو البکر کو (خرابی صحت کی بناء پر) سبکدوش کرکے ۱۶/جولائی ۱۹۷۹ء کو خود صدر بن گئے۔ احمد حسن البکر ۴/اکتوبر ۱۹۸۲ء کو انتقال کرگئے۔

صدام حسین (پیدائش 1937ء)

صدام حسین عراقی شہر تکریت کے قریب آوجا کے رہنے والے تھے۔ بعد میں اپنے چچا کے ہاں بغداد میں آئے جہاں عرب نیشنل ازم کی حامی بعث پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور بڑی تیزی سے اس تنظیم کی سیڑھیاں طے کیں۔ صدام پارٹی کے اس گروہ میں شامل تھے جس نے ۱۹۵۹ء میں قاسم کے خلاف ناکام بغاوت کی تھی۔ اس کے بعد وہ شام اور مصر فرار ہوگئے۔ پھر ۱۹۶۳ء کے انقلاب میں حصہ لیا اور عراق واپس آگئے۔ لیکن عبدالسلام عارف کے دَور میں بھی بغاوت کے جرم میں جیل گئے۔ جہاں سے بعد میں وہ نکل گئے۔ عارف کو ۱۹۶۸ء میں معزول کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ پھر حکومت کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر سیاسی مخالفین کو انتقام کا نشانہ بنایا اور تیل کی بے بہا آمدنی کو حکومتی ڈھانچے کی مضبوطی پر صرف کیا۔ ۱۶/جولائی ۱۹۷۹ء کو عراق کے صدر کا عہدہ سنبھال لیا۔ صدام نے اسرائیل، ایران اور کویت سے جنگیں لڑیں اور خطے میں اپنی فوجی قوت کا احساس دلایا جسے کچلنے کے لئے امریکی قیادت میں اتحادی افواج عراق پر حملہ آور ہوئیں اور اپریل ۲۰۰۳ء میں صدام کے اقتدار کا خاتمہ کردیا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرم مرزا الیاس احمد وقار صاحب کی ایک نظم ''پریت کے گیت'' سے انتخاب پیش ہے:

تم نے کہا تھا آن ملیں گے دیر ہے کل یا پرسوں کی
بھیگی اکھیاں چھوڑ گئے ہو اپنی دید کے ترسوں کی
ابھی آمنے سامنے بیٹھنا تھا ابھی دل کے زخم دکھانا تھے
ابھی پیار کے گیت بھی گانے تھے، کِھلنی تھی کھیتی سرسوں کی
ترے عشق میں مَیں بھی پاگل تھا ترے پیار میں مَیں بھی سودائی
کوئی اک دو روز کی بات نہیں یہ جوت لگی تھی برسوں کی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

3rd December 2004 – 9th December 2004

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 3rd December

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:50 Gulshan-eWaqf-e-Nau (atfal) with Hazoor. Recorded on 15th February 2004.
01:55 Yassarnal Qur'an
02:30 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 91, recorded on 27th September 1996.
03:35 MTA Sports: Badminton final match, khalid Karachi vs. Tehsee Rabwah.
04:10 Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:55 Gulshan-eWaqf-e-Nau (atfal) [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:50 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.367 Recorded on 12th February 1998.
08:00 Siraiki Service. No.33.
08:45 Bengali Mulaqa'at. A Q/A session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at with Bangla speaking guests. Recorded on 16th October 2001.
09:50 Indonesian Service: variety of programmes.
10:50 Gulshan-eWaqf-e-Nau (atfal) [R]
12:00 Tilawaat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Live Friday Sermon: Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. From Baitul Futuh, London.
14:05 Bengali Mulaqa'at : Bengali speaking guests with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
15:15 Friday Sermon [R]
16:15 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
17:10 An interview with Chaudhry Mohammad Ali.
18:15 Urdu Mulaqa'at. Session 91[R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session.367. [R]
20:40 Yassarnal Quran [R]
21:15 Friday Sermon [R]
22:20 Urdu Mulaqa'at [R]
23:25 MTA Travel: Around Islamabad

Saturday 4th December 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 3rd December 2004.
02:00 Quiz Anwar-ul-Aloom
02:30 Question & Answer Session in Urdu. Recorded on 21st February 1984.
03:45 Kehkashaan
04:15 Moshaairah: An evening of Poetry
05:15 Ashab-e-Ahmad
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
06:45 Liqaa Ma'al Arab: Question and Answer session in Arabic & English with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session No.368. Recorded on 17th February 1998.
07:45 French Service. Various programmes in French language.
08:50 Question & Answer Session [R]
10:00 Indonesian Service: variety of programmes
10:55 Friday Sermon [R]
12:00 Tilawaat & MTA News
12:25 Bangla Shomprochar
13:25 Intikhab-e-Sukhan
14:55 Children's Class with Hazoor. Recorded on 27th September 2003.
16:00 Moshaairah [R]
17:00 Kehkashaan[R]
17:35 Ashab-e-Ahmad [R]
18:15 Question & Answer [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 368 [R]
20:30 Children's Class with Hazoor [R]
21:30 Kehkashaan [R]
22:05 Moshaairah
22:55 Question & Answer Session

Sunday 5th December 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
01:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor. Recorded on 4th October 2003.
02:00 Children's corner
02:15 Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Recorded on 10th August 1984.
03:45 Piyare Mehdi Ki Piyaree Baatein
04:30 Seerat Masih Maud
04:55 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor. [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News.
07:00 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.369. Recorded on 18th February 1998.
08:00 Spanish Service. Translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad Khalifatul Masih V. recorded on 27th August 2004.
09:05 Question and Answer Session [R]
10:20 Indonesian Service
11:20 Piyare Mehdi Ki Piyaree Batein [R]
12:05 Tilawaat & MTA News
12:40 Repeat of Intikhab-e-Sukhan
14:10 Bangla Schomprochar
15:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 3rd December 2004.
16:25 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor. [R]
17:30 Seerat Masih Maud [R]
17:55 Question and Answer Session [R]
19:35 Liqaa Ma'al Arab: Session 369 [R]
20:40 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
22:00 Seerat Masih Maud [R]
22:30 Question and Answer Session [R]

Monday 6th December 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:50 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) with Hazoor. Recorded on 25th January 2004.
01:50 Children's Programme
02:25 Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Recorded on 17th August 1984.
03:25 Ilmi Khutabaat. Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV on 28th January 1983.
04:05 Quiz: Ruhaani Khazaa'en
04:40 Friday Sermon. Recorded on 28th November 2003.
05:50 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News [R]
06:40 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.370. Recorded on 19th February 1998.
07:40 Learning Chinese with Muhammad Osman Chou sahib and children. Class No. 406.
08:10 MTA Spotlight
08:35 Rencontre Avec Les Francophones: a weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV.
09:35 Indonesian Service: variety of programmes.
10:40 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) with Hazoor. [R]
11:45 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
12:35 Children's programme [R]
13:10 Medical Matters: The importance and need for food by Dr Sultan Ahmad Mubashir and guest Dr Latif Ahmad Qureshin.`
13:35 Bangla Shomprochar
14:40 Rencontre Avec Les Francophones: Session 86 [R]
15:45 Friday Sermon [R]
16:45 Quiz Ruhaani Khazaa'en [R]
17:20 Question and Answer Session [R]
18:15 MTA Spotlight
18:50 Dars-e-Hadith [R]
19:10 Liqaa Ma'al Arab: Session 370. [R]
20:15 Friday Sermon [R]
21:15 Children's Programme [R]
21:50 Ilmi Khutabaat [R]
22:30 Question and Answer Session [R]

Tuesday 7th December 2004

00:05 Tilaawat, Dars, MTA News
01:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 28th November 2003.
02:00 Waaqifeen-ne-Nau
02:40 Question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 18th August 1984.
03:45 Rahe Hadayat: A discussion on the truth of Hadhrat Masih Maud (as).
04:20 Lajna Magazine
05:05 Friday Sermon [R]
06:15 Tilawaat, Dars & MTA News
07:10 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) & Arabic speaking guests. Session No.371. Recorded on 24th February 1998.
08:15 Sindhi Service: various programmes
09:10 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no.92. Recorded on 4th October 1996.
10:20 Indonesian Service
11:20 Rahe Hadayat [R]
12:05 Tilaawat, Dars, MTA News
13:00 Around The Globe
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Urdu Mulaqa'at: Session 92 [R]
16:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. Recorded on 15th February 2004.
17:00 Lajna Magazine [R]
17:50 Question and answer Session [R]
18:55 Rahe Hadayat
19:35 Liqaa Ma'al Arab: Session No. 371 [R]
20:40 Waaqifeen-ne-Nau
21:20 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor [R]
22:25 Lajna Magazine [R]
23:10 Question and answer session [R]

Wednesday 8th December 2004

00:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
00:55 Children's Class with Hazoor. Recorded on 11th October 2003.
02:00 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
03:10 Guldasta
03:55 Question & Answer Session: English Q/A with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th August 1984.
04:40 Hamaari Kaa'enaat
05:10 Speeches from Jalsa Salana
06:00 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
06:55 Liqaa Ma'al Arab: a regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session No. 372. Recorded on 25th February 1998.
08:00 Swahili Service
08:55 From the Archives: Friday Sermon [R]
10:10 Indonesian Service: a variety of programmes.
11:15 Speech
11:55 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
12:55 Speeches from Jalsa Salana [R]
13:40 Bangla Shomprochar
14:45 From the Archives [R]
16:05 Children's Class with Hazoor. [R]
17:10 Hamaari Kaa'enat [R]
17:40 Guldasta
18:15 Speeches from Jalsa Salana [R]
19:05 Question and answer session [R]
20:00 Liqaa Ma'al Arab: Session 372 [R]
21:00 Children's Class with Hazoor. [R]
22:00 From the Archives [R]
23:15 Question and answer session [R]

Thursday 9th December 2004

00:05 Tilaawat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News.
00:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 3rd December 2004.
01:55 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor. Recorded on 18th October 2003.
03:00 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanations of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 74. recorded on 10th August 1995.
04:15 MTA Travel. Travel programme featuring a visit to the Indian city of Delhi.
04:55 Moshaairah
06:00 Tilaawat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News
07:00 Liqaa Ma'al Arab: A regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session No.373 . Recorded on 26th February 1998.
08:00 Pushto Muzakarah
08:45 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Session no.92. recorded on 8th December 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
12:05 Tilaawat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News
12:50 MTA Travel
13:25 Bengali Service
14:30 English Mulaqa'at [R]
16:00 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:10 Friday Sermon
17:15 MTA Travel
18:10 Moshaairah [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 373 [R]
20:35 Friday sermon [R]
21:35 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
22:35 Tarjamatul Qur'an Class No.74 [R]

Please note on MTA2 will be showing French service, German service & Arabic service at 16:00GMT, 17:00GMT & 18:00GMT.

Al Fazl International Weekly,

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday December 03 , 2004 | Issue No. 49

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ذیلی تنظیمیں

خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں روحانی ہتھیار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے اثر انگیز اور پرمعارف خطاب (29/اکتوبر1969ء) کاایک نہایت اہم اقتباس جودائمی مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے:۔

’’حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کوایک عظیم وعدہ یہ بھی دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی قیامت تک اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی ۔حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں اسے قدرت ثانیہ (یعنی خلافت حقّہ) قرار دیاہے۔چونکہ آپ نے فرمایاہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی ایک مجسم قدرت ہوں ۔اس پرسوال پیدا ہوتا تھا کہ آپ بہرحال انسان ہیں ۔ایک وقت میں آپ نے اس دنیا سے کوچ کر جانا ہے ۔کیا آپ کی وفات کے بعد جماعت اس مجسم قدرت سے محروم ہوجائے گی؟ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں، جماعت اس سے محروم نہیں ہوگی۔آپ نے اس خوف کو دُور کرنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت سنائی کہ میرے بعد بھی جماعت میں اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی رہیں گی۔اور یہ سلسلہ جب تک کہ جماعت احمدیہ پر قیامت نہیں آ جاتی اور روحانی طور پر یہ جماعت مُردہ نہیں بن جاتی (والعیاذباللہ) اس وقت تک یہ جماعت خداتعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔

قرآن کریم میں خلافت کے دوکام بتائے گئے ہیں۔ایک ہے تمکین دین اور دوسرا ہے حفاظت ۔اور قرآن کریم کی رُو سے یہ دونوں کام جب تک خلافت ہے کسی اور کے ذریعہ سے سرانجام نہیں پاسکتے ۔اس لئے (جس طرح پہلے الٰہی سلسلوں میں ہمیشہ یہ ہوتا رہاہے)جماعت احمدیہ میں بھی مختلف تنظیمیں تمکین دین اورخوف کوامن میں بدلنے کے سامان پیدا کرنے کے لئے بطور ہتھیار کے ہوتی ہیں ۔اور یہ ہتھیار خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

ہماری جماعت میں اس وقت مختلف تنظیمیں کام کررہی ہیں مثلاً صدرانجمن احمدیہ ہے ۔یہ سب سے پرانی تنظیم ہےاور یہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی موجودتھی۔ پھرتحریک جدید ہے ۔

حضرت مصلح موعودؓ نے دنیا بھر میں اشاعت اسلام کی ضرورت کومحسوس کرتے ہوئے اور جماعت کی جدو جہد کوتیز اوراس کے جہاد بالقرآن میں ایک شدت پیدا کرنے کے لئے تحریک جدید کو قائم کیا ۔ پھر وقف جدید ہے۔اسی طرح وقف عارضی کا نظام ہے۔ پھرموصیوں کی انجمن ہے۔گواس کے کام کی ابتداء ہے اور جواس کی ذمہ داریاں ہیں ان کونباہنے کے لئے یہ تنظیم بھی انشاءاللہ اپنے وقت پرنمایاں شکل میں سامنے آجائے گی ۔خدام الاحمدیہ کے ساتھ ہی مجلس اطفال الاحمدیہ ہے ۔اسی واسطے مَیں نے اس کا ذکرنہیں کیا ۔پھرلجنہ اماء اللہ کی تنظیم ہے ۔یہ **تنظیمیں خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں ایک ہتھیار کی حیثیت میں بڑے ہی مفید کام کرتی رہی ہیں اور اب بھی کررہی ہیں اورانشاء اللہ آئندہ بھی کرتی رہیں گی‘‘۔**

(الفضل 14/جنوری 1970ء صفحہ 3)

❁❁❁❁❁

اسلامی پردہ کا حقیقی تخیّل

حضرت مصلح موعودؓ 1958ء کے وسط میں خیبرلاج ،مری میں قیام فرماتھےجس کے دوران حضور نے 6/جون کو اسلامی پردہ کے حقیقی تخیل پرنہایت پرجلال انداز میں روشنی ڈالی جو ہمیشہ کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔چنانچہ فرمایا:

’’پردہ سے مرادوہ پردہ نہیں جس پر پرانے زمانہ میں ہندوستان میں عمل ہوا کرتا تھا۔اورعورتوں کوگھر کی چاردیواری میں بند رکھا جاتا تھااور نہ پردے سے مراد موجودہ بُرقعہ ہے۔

یہ بُرقعہ جس کا آج کل رواج ہے صحابہؓ کے زمانہ میں نہیں تھا۔اس وقت عورتیں چادر کے ذریعہ گھونگھٹ نکال لیا کرتی تھیں جس طرح شریف زمیندارعورتوں میں آجکل بھی رواج ہے ۔چنانچہ ایک صحابیؓ ایک دفعہ کُوفہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ پردہ کا ذکرآ گیا۔ اس زمانہ میں بُرقعہ کی طرز کی کوئی نئی چیزنکلی تھی۔وہ اس کا ذکر کرکے کہنے لگے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کرکہتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں اس کا کوئی رواج نہیں تھا۔اس زمانہ میں عورتیں چدّراوڑھ کر گھونگھٹ نکالا کرتی تھیں جس میں سارے کا سارامنہ چھپ جاتا ہے صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ جیسے پرانے زمیندار خاندانوں میں اب تک گھونگھٹ کا ہی رواج ہے۔

پس شریعت نے پردہ محض چدّراوڑھنے کا نام رکھاہےاوراس میں بھی گھونگھٹ نکالنے پرزوردیاہے ورنہ آنکھوں کو بند کرنا جائزنہیں ۔یہ عورت پرظلم ہے۔

اسی طرح عورت کواپنے ساتھ لے کر بشرطیکہ وہ پردہ میں ہوسیر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مَیں نے خود حضرت خلیفۂ اولؓ سے سناہے کہ امرتسر کے سٹیشن پرایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ام المومنینؓ کواپنے ساتھ لے کرٹہل رہے تھے کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ بڑے جوش کی حالت میں میرے پاس آئے اور کہنے لگے مولوی صاحب دیکھئے حضرت صاحب یہاں ٹہل رہے ہیں اور امّ المومنینؓ ساتھ ہیں۔آپ جاکر حضرت صاحب کوسمجھائیں کہ یہ مناسب نہیں ۔غیرلوگ سٹیشن پرجمع ہیں اوروہ اعتراض کریں گے۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے تھے کہ مَیں نے کہا کہ جب آپ کے دل میں ایک اعتراض پیدا ہوا ہےتو آپ خودحضرت صاحب سے اس کا ذکرکریں مَیں تونہیں جاتا۔آخروہ خودہی چلے گئے ۔تھوڑی دیر کے بعدآئےتوانہوں نے سرنیچے ڈالا ہواتھا۔مَیں نے کہا مولوی صاحب کہہ آئے؟ کہنے لگے ہاں مَیں نے کہا تھا کہ یہ مناسب نہیں ۔کل ہی سارے اخبارات میں یہ بات چھپ جائے گی اورمخالف اعتراض کریں گے۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے یہ سناتو آپؑ نے فرمایا مولوی صاحب وہ کیا لکھیں گے؟ کیایہ لکھیں گے کہ مرزاقادیانی اپنی بیوی کوساتھ لے کرٹہل رہاتھا۔اور اگروہ یہ بات لکھیں تو اس میں ڈرنے کی کونسی بات ہے۔

غرض اس وقت پردہ میں اتنی شدّت تھی کہ اپنی بیویوں کوبھی ساتھ لے کر پھرنا لوگوں کی نگاہ میں معیوب سمجھا جاتا تھا۔لیکن حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

آپ آخری دنوں میں جب لاہور میں مقیم تھے توباقاعدہ حضرت امّ المومنینؓ کوساتھ لے کرسیرکیا کرتے تھے۔آپ چونکہ بیمار تھے اور اعصاب کی تکلیف تھی اور حضرت امّ المومنینؓ بھی بیمار رہتی تھیں اس لئے جب تک آپ لاہور میں رہے روزانہ فٹن میں بیٹھ کرآپؑ سیر کے لئے تشریف لے جاتے اورحضرت امّ المومنینؓ بھی آپؑ کے ساتھ ہوتیں۔ قادیان میں بھی یہی کیفیت تھی ۔حضرت امّ المومنینؓ ہمیشہ سیر کے لئے جاتی تھیں اوراُن کے ساتھ ان کی سہیلیاں وغیرہ بھی ہوا کرتی تھیں۔

پس پردہ کے یہ معنے نہیں کہ عورتوں کو گھروں میں بند کرکے بٹھا دو ۔ وہ سیر وغیرہ کے لئے جاسکتی ہیں ۔ہاں گھروں کے قہقہے سننے منع ہیں ۔لیکن اگر دوسروں سے وہ کوئی ضرورت کی بات کریں تو یہ جائز ہے۔ مثلاً اگر وہ ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیں توبیشک کریں یا فرض کروکوئی مقدمہ ہوگیاہے اور **عورت کسی وکیل سے بات کرنا چاہتی ہےتو بیشک کرے ۔اسی طرح اگرکسی جلسہ میں کوئی ایسی تقریر کرنی پڑے جومرد نہیں سن سکتاتو عورت تقریربھی کرسکتی ہے۔**

حضرت عائشہؓ کے متعلق تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپؓ مردوں کو رسول کریم ﷺ کی حدیثیں سنایا کرتی تھیں ۔بلکہ خودلڑائی کی بھی ایک دفعہ آپؓ نے کمان کی ۔ جنگ جمل میں آپؓ نے اونٹ پر بیٹھ کر سارےلشکرکی کمان کی تھی۔پس یہ تمام چیزیں جائز ہیں۔ **جوچیزمنع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کھلے منہ پھرے اور مردوں سے اختلاط کرے۔ ہاں اگروہ گھونگھٹ نکال لے اورآنکھ سے رستہ وغیرہ دیکھےتو یہ جائز ہے‘‘۔**

(رسالہ ’پردہ‘ صفحہ 20-25۔شائع کردہ مہتمم نشرواشاعت نظارت اصلاح وارشاد صدرانجمن احمدیہ پاکستان)

❁❁ ❁❁

معمولی توبہ

’’جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اورکافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے۔کیاتم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بجھا سکتے ہو۔کیاتم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات حاصل کرسکتے ہو۔ ہرگزنہیں ۔پس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز سے یاروزہ سے سنورنہیں سکتی۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 181)

معانداحمدیت،شریراورفتنہ پرورمفسد ملاؤں کوپیش نظررکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے،انہیں پیس کررکھ دے اوران کی خاک اڑادے۔